RED. E. P. No 851

رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۶۱

جلد ۵ | ۱۴ امان ۱۳۳۵ھ ش ۳۰ رجب ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۵۶ء | نمبر ۱۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۸ و ۹ مارچ ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا :-

" طبیعت اچھی ہے ۔ الحمد للہ ۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں ۔

اخبار احمدیہ ۔ لاہور سے حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالےٰ عنقریب ہسپتال سے گھر تشریف لے آئیں گی ۔ مگر ابھی کمزوری کافی ہے (۲) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو دو دن سے پھر کچھ اعصابی تکلیف کی شکایت ہے ۔ (۳) حضرت سیدہ ام ناصر صاحبہ کو گزشتہ دو روز سے نسبتاً افاقہ ہے ٹمپریچر بفضلہ تعالےٰ نارمل ہے لیکن کمزوری بہت ہے نیز گلے میں تکلیف اور کھانسی کی شکایت بدستور ہے (۴) صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب ابھی تک پتہ میں پتھری کی وجہ سے بیمار ہیں (۵) مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس آجکل میو ہسپتال کے البرٹ وکٹر وارڈ میں زیر علاج ہیں ۔ اب اللہ تعالےٰ کے فضل سے ٹمپریچر نارمل ہے ۔ تمام بزرگان کی صحت کاملہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں ۔

اسلام کے روحانی غلبہ کا سامان

اور

خلافت ثانیہ کا بابرکت زمانہ

۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کا دن تاریخ احمدیت میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے ۔ اس روز جماعت احمدیہ کے موجودہ امام (متعنا اللہ بطول حیاتہ) بطور خلیفۃ المسیح الثانی منتخب ہوئے ۔ اور آج اس عہد سعود پر بیالیس سال پورے ہوتے ہیں ۔ اس لمبے مبارک زمانہ میں جماعت احمدیہ نے جس قدر غیر معمولی ترقی کی اور اس کے ذریعہ اکناف عالم میں اسلام کا حقیقی نور پھیلا وہ بجائے خود حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی برحق خلافت کا ایک چمکتا ہوا زندہ نشان ہے ۔

اگرچہ مسند خلافت پر متمکن ہونے کے وقت آپ کی عمر صرف پچیس سال کی تھی ۔ لیکن چونکہ خدا کا سایہ آپ کے سر پر تھا ۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کے کام میں غیر معمولی برکت دی ۔ مسیح موعود کے زمانہ میں جو اسلام کا غلبہ مقدر تھا اُس کی بنیاد بیں تو حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے پڑ چکی تھی ۔ مگر آپ کے عہد سعود میں زیادہ سے زیادہ نمایاں صورت میں دنیا کے سامنے آنے لگا اگرچہ ایک پہلو سے چودھویں صدی کا آغاز اسلام کے لئے سخت خطرناک تھا ۔ جبکہ چاروں طرف سے اُس پر حملے ہو رہے تھے ۔ لیکن اُس وقت اُس کی سربلندی کے سامان بھی ہو چکے تھے ۔ گویا وہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی لیلۃ القدر تھی ۔ جس میں صبح کا ستارہ طلوع ہوا ۔ اور آہستہ آہستہ زمین روحانیت کے نور سے منور ہونے لگی ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ اور خلافت اولیٰ کے نصف تک براہِ راست تبلیغ کا کام صرف ہندوستان تک محدود تھا ۔ اور بیرونی ممالک میں صرف خط و کتابت یا رسالہ جات وغیرہ کے ذریعہ تبلیغ ہوتی تھی ۔ لیکن ۱۹۱۳ء میں انگلستان کے اندر پہلا تبلیغی مشن کھولا گیا جس کو بفضلہ تعالےٰ آج اس قدر وسعت حاصل ہو چکی ہے ۔

کہ دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں احمدیت کے نام لیوا موجود نہیں بلکہ یہ بات دعوے سے کہی جا سکتی ہے کہ آج جماعت احمدیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا ۔ اور قریباً ہر بڑے ملک میں مشن قائم ہو چکے ہیں ۔

کجا وہ وقت کہ تمام مذاہب کے اعتراضات کا نشانہ اسلام تھا اور ان کے معتقدین کو اس سے اس قدر بغض تھا کہ ہر قسم کی برائی اور خرابی کا مجموعہ اسے قرار دیتے تھے مگر اس کامیاب اور فاتح روحانی جرنیل کی فوجوں کے بار بار حملوں نے جو ان کے گھروں میں جا کر پے در پے کئے جاتے رہے اس روحانی جنگ کا نقشہ ہی بدل دیا ۔ آج وہ خاص دلچسپی سے اسلام کا مطالعہ کر رہے ہیں اور اس پر سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں ۔ حتیٰ کہ اس کے شیریں پھل کھا رہے ہیں ۔ اور مجاہدین احمدیت کے ذریعہ ہر طبقہ سے سعید روحیں اس طرف کھچی چلی آ رہی ہیں اللّٰھم زد فزد ۔

اس بیالیس سالہ دور میں جماعت کو بے شمار نازک حالات میں سے گزرنا پڑا ۔ اس کے مخالفین نے ہر موقعہ پر اپنی طرف سے ایڑی چوٹی کا زور لگایا انفرادی اور اجتماعی مخالفانہ کوششوں نے اس سلسلہ کے استیصال کے لئے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی ۔ حتیٰ کہ احزاب کی شکل میں سوچی سمجھی سکیم کے ساتھ بھی اس پر حملہ آور ہوئے مگر خدا کا فضل اور رحم اس مقدس خلیفہ کے شامل حال رہا اور اس کی نگرانی میں احمدیت کی کشتی ہر طوفان سے بسلامت منزل مقصود کی طرف بڑھتی چلی گئی جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے ۔

جیسا کہ اوپر اشارہ کیا جا چکا ہے روحانی مدت کا [illegible]

ایک نہایت گندہ اور اشتعال انگیز ٹریکٹ

قابل توجہ حکومت پنجاب و ہند

جماعت احمدیہ ایک امن پسند اور صلح کل جماعت ہے ۔ اور دنیا میں امن کے قیام کے لئے جو اصول حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام اور اس کے مقدس خلفاء نے دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہر مذہب کے پیرو بجائے دوسرے مذاہب پر نکتہ چینی اور تنقید کرنے کے اپنے اپنے مذہب کی خوبی اور وصف بیان کریں اس طرح بغیر کسی جھگڑا اور رنجش کے جس مذہب میں خوبیاں زیادہ ہوں گی وہ مقبول عام ہو جائے گا ۔ احمدیہ جماعت اسی اصل کے ماتحت اپنا لٹریچر شائع کر رہی ہے ۔ اور کانگرس کے اجلاس کے موقعہ پر بھی کئی ٹریکٹ جماعت کی طرف سے شائع کئے گئے ۔

اس ضمن میں ایک شخص کنج لال جو اپنے آپ کو رب قادیان کا نام دیتا ہے ۔ اور جماعت احمدیہ کی مخالفت میں تگ و دو کرتا رہتا ہے نے ایک ٹریکٹ " زمین کی پکار " شائع کیا ہے جس کا ایک ایک لفظ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے خلاف بے بنیاد اور جھوٹے اتہامات اور ہتک آمیز گالیوں سے آغشتہ ہے ۔ اس سے احمدیہ جماعت کے ہر فرد کے مذہبی جذبات کو سخت ٹھیس پہنچی ہے ۔

ہم ذمہ دار ان افسران حکومت سے پرزور التجا کرتے ہیں کہ وہ اس ٹریکٹ لکھنے اور شائع کرنے والوں کے خلاف فوری اور مؤثر کارروائی فرمائیں اور آئندہ کے لئے ایسی شرارت کے اعادہ کا سدِ باب کریں ۔ تاکہ احمدیہ جماعت جو ایک پرامن اور پابند قانون جماعت ہے ۔ آرام اور سہولت سے اپنے مرکز میں رہ سکے ۔ اور تعمیری کاموں میں حکومت کے ساتھ تعاون اور امداد کر سکے ۔

سیلون ریڈیو کا قابل اعتراض براڈکاسٹ

کلکتہ ۶ مارچ ۔ سیلون ریڈیو کے ایک قابل اعتراض براڈ کاسٹ پر جماعت احمدیہ کلکتہ نے احتجاجی ریزولیوشن پاس کیا ہے جس کی ایک نقل جماعت مذکورہ کے امیر صاحب کی طرف سے بدر کو بھی موصول ہوئی ہے جسے ذیل میں درج کرتے ہوئے متعلقہ افسران سے اس کی طرف توجہ کرنے کی درخواست کی جاتی ہے :-

" حکومت سیلون اور انکے ریڈیو براڈ کاسٹنگ کے ڈائریکٹر صاحب کی خدمت میں اطلاع دیجاتی ہے کہ ایک مولوی ۔ نے تامل زبان میں ۲۲ فروری ۱۹۵۶ء کو ایک نہایت ہی قابل اعتراض تقریر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور امام جماعت احمدیہ کیخلاف براڈ کاسٹ کی جس کے ذریعہ سے تمام دنیا کے احمدی مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ۔ ہندوستان کے احمدی اس اقدام کو بہت دکھ اور نفرت سے دیکھتے ہیں اور سیلونی مولوی کی نامناسب حرکات کی مذمت کرتے ہیں اور سیلون گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہیں کہ سیلونی احمدیوں کو اس مولوی کی قابل اعتراض تقریر کے جوابات ریڈیو پر دینے کی اجازت دی جائے ۔ اس ریزولیوشن کی نقول

(۱) آنریبل وزیر اعظم سیلون (۲) ڈائریکٹر آف براڈ کاسٹنگ ۔ سیلون ۔

(۳) جناب ہائی کمشنر سیلون اِن انڈیا ۔

(۴) جناب سیکرٹری وزارت خارجہ گورنمنٹ آف انڈیا دہلی اور پریس کو دی جائیں ۔

ملک صلاح الدین ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔

ذکر و فکر

برحق امام الزمان کی ضرورت کا احساس

اخبار اہلحدیث دہلی مجریہ یکم مارچ ۱۹۵۶ء میں ایک دوست کی طرف سے "علماء اہلحدیث سے چند سوالات" کے عنوان سے آٹھ سوال شائع ہوئے ہیں۔ حضرات "علماء کرام" ان پر روشنی ڈالیں گے ہی مگر ہم یہ بات کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ پیش کردہ سوالات کا بیشتر حصہ برحق امام الزمان کی تلاش کا احساس پیدا کر رہا ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اگر ان لوگوں کو اقوال رسول اللہ علیہ وسلم کا کچھ پاس بھی ہو تو اُس عظیم الشان حکم و عدل کی تلاش میں نکل کھڑے ہوں جس کی نسبت حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی ابتر حالت کے وقت نزول کا وعدہ دیا۔ جیسا کہ فرمایا:-

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم

(بخاری مصری جلد ۲ صفحہ ۱۴۹)

یعنی تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا اور وہ تمہارا امام ہوگا جو تمہیں میں سے ہوگا۔ نیز فرمایا:-

یُوشک من عاش منکم ان یلقی عیسی ابن مریم اماماً مھدیاً و حکماً و عدلاً۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱)

یعنی قریب ہے جو تم میں سے زندہ رہے وہ عیسیٰ بن مریم امام مہدی فیصلہ کرنے والے عادل سے ملے"۔

غور فرمائیں کہ کیا ایسے حکم و عدل کی بیعت کے بغیر یہ سب سوالات خود بخود حل نہیں ہو جاتے!! بہرحال ایک طرف سید عالم کا ارشاد نبوی ہے۔ اور دوسری طرف پیش کردہ مفصلہ ذیل آٹھ سوالات ہیں۔ اب فیصلہ کرنا آپ کے ہاتھ میں رہا!!

فکلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہٖ

علماء اہلحدیث سے چند ضروری سوالات

(۱) امیر جماعت کے انتخاب کا اسلام میں کیا طریقہ ہے۔ آیا یہ انتخاب بمشورہ اہل علم جو برسر آوردہ قوم ہوں ہونا چاہیئے۔ یا چند معتقدین کسی عالم کو اپنی خوش اعتقادی سے امیر قوم تسلیم کر لیں، وہ امیر جماعت ہو جاتا ہے۔ اور ایسے امیر کے ہاتھ پر بیعت امارت کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

(۲) حدیث مَنْ مَاتَ وَلَیْسَ فِیْ عُنُقِہٖ بَیْعَۃُ اِمَامٍ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً کا مصداق خلیفۃ المسلمین امیر عامہ ہے یا وہ عالم بھی جس کو خاص جماعت نے اپنے نظریہ کے مطابق اپنا امیر جماعت بنا لیا ہو۔

(۳) موجودہ زمانہ میں جو بیعت توبہ بعض عالم مسلمانوں سے لیتے ہیں، اس کا کیا ثبوت ہے، کیا صحابہ کے تعامل سے اس بیعت کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں۔ خلفائے راشدین زمانہ خلافت میں بیعت اطاعت لیتے تھے یا بیعت توبہ؟

(۴) امیر سفر وقتی اور امیر جماعت میں کیا فرق ہے اور امیر و خلیفہ اور امام میں باعتبار مفاہیم تصادق ہے یا تباین یا کچھ اور؟

(۵) امیر جماعت کا بیت المال بنانا اور لوگوں سے زکوٰۃ و عشر کا مطالبہ کرنا شرعاً ضروری ہے یا نہیں۔ اگر کوئی صاحب مال اپنی زکوٰۃ اس وقت میں بغیر امیر جماعت مستحقین کو دیدے۔ تو اس کی زکوٰۃ قبول ہوگی یا نہیں۔ اور عاملین صحابہؓ جو آپؐ کے زمانہ میں اطراف میں جاتے تھے، وہ بدلیل حدیث تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَائِھِمْ وَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِھِمْ۔ الحدیث (بخاری) کیا وہ لوگوں سے زکوٰۃ لے کر مقامی فقراء میں خرچ کرتے تھے یا زکوٰۃ وصول کر کے بیت المال میں جمع کراتے تھے؟

(۶) امیر جماعت کے لئے کن اوصاف کی ضرورت ہے۔ اور اس کے کیا فرائض ہیں۔ کیا وہ اجراء حدود بھی کر سکتا ہے؟

(۷) امیر جماعت بغیر شوریٰ مسلمین کے اپنے اختیار سے کوئی حکم جاری کر سکتا ہے یا نہیں، اگر امیر جماعت کی رائے کسی شرعی مصلحت کے خلاف ہو تو امیر جماعت صرف اپنی رائے سے وہ کام کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۸) امارت جمہوری ہو یا شخصی اور خلفائے راشدین کی امارت جمہوری تھی یا شخصی؟

(م-ح)

اسلام کے روحانی غلبہ کا سامان

بقیہ صفحہ نمبر ۱

اس وقت جماعت احمدیہ کو خدا کے فضل سے ایک بین الاقوامی پوزیشن حاصل ہو چکی ہے۔ اس لئے اس کا پروگرام بھی اسی کے مطابق تمام تر بین الاقوامی صورت اختیار کر چکا ہے اور وہ وقت دور نہیں کہ جب جوق در جوق لوگ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے اور دنیا میں آپ کو

مقام محمود

حاصل ہوگا۔ دنیا آپ کے عظیم الشان احسانات کی قدر کرے گی اور آپ پر ہر آن درود بھیجے گی۔ انشاء اللہ۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

(م-ح)

ختم نبوت کے نام پر

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں گستاخی

مورخہ ۱۲ر فروری ۱۹۵۶ء کو جھنگ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ایک اجلاس میں منجملہ دیگر مقررین کے سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے بھی تقریر کی۔ جس کی رپورٹ اور اس پر تبصرہ ہفت روزہ المنیر لائلپور مجریہ ۹ر مارچ میں شائع ہوا۔ اس کا ایک حصہ معاصر مذکور کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:-

اس جلسہ میں "شاہ صاحب" کے بارے میں متعدد اخبارات کی رپورٹ یہ ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ:-

"مولانا محمد عبد اللہ درخواستی کو ایک خواب آیا ان سے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"میری نبوت پر کتے بھونک رہے ہیں اور انہیں بند کرنا۔ مولوی محمد عبد اللہ درخواستی اور عطاء اللہ شاہ بخاری کا کام ہے"۔

شاہ صاحب نے کہا کہ

"حضور خاتم النبیین نے میرے نام پیغام دیا ہے کہ میں ختم نبوت کے مسئلہ کو کامیابی سے چلاؤں"۔

ہم نے ان رپورٹوں کو سخت ذہنی اذیت اور دل کوفت کے ساتھ پڑھا اور یہاں نقل کیا ہے۔ مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری اب اپنی عمر کے اس دور میں ہیں۔ جن کے بارہ میں نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کے روز کے مہمان ہیں۔ انہیں خود بھی اس کا احساس ہے۔ اور ان کے مفلوج اعصاب شہادت دے رہے ہیں کہ بہرحال اب آخری مرحلہ آیا چاہتا ہے ...... اور یہ بات بھی کسی صاحب نظر سے پوشیدہ نہیں کہ دنیا میں جتنے گناہ پائے جاتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ اہمیت تین قسم کے گناہوں کو حاصل ہے۔

اوّل:- خدائے ذوالجلال کے بارے میں گستاخی، ان کے سامنے کبر اور افتراء پردازی

دوم:- سید المرسلین کے ادب و احترام میں کمی۔ آپ کے ناموس پر حملہ، آپ کی ذات اقدس پر خود غرضی کے لئے افتراء پردازی۔

سوم:- کسی مسلمان کی جان، اس کے مال اس کی عزت اور اس کے ایمان پر حملہ۔

شاہ صاحب کی جانب منسوب کردہ الفاظ اگر صحیح ہیں۔ یا انہوں نے اس مفہوم کو بیان کیا ہے کہ حضور سرور کائنات روحی و نفسی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منتخب فرمایا کہ وہ ختم نبوت کی حفاظت کریں۔ اور اب شاہ صاحب اسی ارشاد رسالت کی تعمیل کے لئے شہر شہر گھوم پھر رہے ہیں تو ہم دکھ بھرے دل سے کہتے ہیں۔ کہ شاہ صاحب نے حضور اقدس کی شان میں دانستہ یا نادانستہ ایسی گستاخی کی ہے۔ جس سے وہ جتنی جلدی توبہ کریں ان کے لئے بہتر ہے"۔

شاہ صاحب کی اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ سید العرب والعجم صلے اللہ علیہ وسلم شاہ صاحب کی ان تقریروں کو جو وہ تحفظ ختم نبوت کے نام پر آج تک کرتے رہے اور اب کر رہے ہیں۔ منظوری و پسندیدگی حاصل ہے۔ اور اسی وجہ سے انہیں دربار رسالت سے یہ امتیاز عطا ہوا ہے کہ آٹھ کروڑ مسلمانوں میں سے انہیں اس عظیم کام کے لئے منتخب فرمایا گیا ہے۔ اور ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ اگر مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب کی یہ تقریریں۔ جو وہ قادیانیت کے خلاف کر رہے ہیں۔ (جن میں سے آیات کی تلاوت اور ان کے بعض مطالب کی تبلیغ کا حصہ جو فی الحقیقت ان کی تقریروں کا ۱/۱۰۰ ہوگا۔ مستثنیٰ کر لیا جائے) اگر انہیں دربار رسالت کی پسندیدگی حاصل ہے۔ تو ہم اس اسلام کو جو کتاب و سنت میں پیش کیا گیا ہے اور جس میں ذہن، قلب، زبان اور اعضاء کو مسئولیت سے ڈرایا گیا ہے خیرباد کہنے کو تیار ہیں۔

ہمارے نزدیک شاہ صاحب نے نہایت غلط سہارا لیا ہے۔ اور مسلمانوں میں جو عقیدت رحمۃ للعالمین ہادی سوادی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود ہے۔ اس سے نہایت غلط قسم کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ ـــ اور پھر اس میں جب ہم مزید دیکھتے ہیں۔ کہ وہ اس خواب سے مراد لیتے ہیں، کہ "تحفظ ختم نبوت" کے نام پر جو تنظیم (؟) انہوں نے قائم کر رکھا ہے، حضور خاتم النبیین روحی و نفسی فداہ اس نظم کی تائید فرما رہے ہیں، تو ہماری روح لرز جاتی ہے۔ اگر خدانخواستہ یہ نظم اور اس کے تحت متعین کردہ مبلغین کا کام اور اس کے نام پر حاصل کئے گئے صدقات، زکواتیں اور چندے اس بری طرح صرف ہونے کے باوجود انہیں پیغمبر امین کی پسندیدگی حاصل ہے۔ تو ناگزیر ہے، کہ ان تمام رسالتمآب کو خیرباد کہہ دیا جائے۔ جن میں آپ نے مسلمانوں کے مال کے احترام کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ اور جن میں اموال المسلمین میں خیانت کو حرام اور موجب سزا بتلایا گیا ہے"۔

ولادتیں

مکرمی محمد مجید احمد صاحب کو اللہ نے لڑکا عطا فرمایا ہے احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی عمر صالح و خادم دین بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ خاکسار خالد لطیف معرفت کراچی بک ڈپو ۸۲/۸ گرو مندر کراچی۔

۲- قادیان ۱۲ مارچ آج اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو ایک لڑکی عطا فرمائی۔ بچی کے نیک اور صالح ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ محمد حفیظ بقاپوری۔

خطبہ جمعہ

خدمتِ دین کرنے والے نوجوانوں سے خطاب

شادی۔ اولاد اور دیگر تمام معاملات میں سلسلہ کے مفاد کو بہرحال مقدم رکھو

بیرونی ممالک کی احمدی جماعتوں کو بھی مالی قربانی میں باقاعدگی کیساتھ حصہ لینا چاہیئے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۷ ر فروری ۱۹۵۶ء بمقام ربوہ

(خطبہ نویس۔ مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیرکوٹی)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے گذشتہ خطبات میں جامعۃ المبشرین کے طلباء کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ انہیں اپنے دماغوں سے کام لے کر

سلسلہ سے تعاون

کرنا چاہیئے۔ اور پھر یہ بھی بتایا تھا۔ کہ طلباء کے متعلق بعض غلط فہمیاں پیدا ہوگئی تھیں۔ جو دور ہو گئیں ہیں۔ کیونکہ طلباء نے متفقہ طور پر اپنے پرنسپل کی معرفت ایک درخواست دی ہے۔ جس میں انہوں نے اس قسم کے خیالات سے برأت کا اظہار کیا ہے۔ پس جہاں تک اس معاملہ کا تعلق تھا وہ تو ختم ہو چکا ہے۔ لیکن اسی سلسلہ میں میں آج طلباء کو ایک اور بات کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں

طلباء کو یہ امر اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے

کہ ان کے تعاون کے بغیر تبلیغ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ آج وہ اپنے آپ کو لڑکا سمجھتے ہیں۔ لیکن چونکہ ہماری جماعت ایک مذہبی جماعت ہے۔ اس لئے ایک وقت آئے گا۔ کہ جو طالب علم اب دین سیکھیں گے اور اپنے اندر تقویٰ پیدا کریں گے۔ مرکز کی کلیدی آسامیاں انہی کے پاس جائیں گی اور انہی کا کام ہوگا۔ کہ وہ مرکز کے اہم ترین کام سرانجام دیں چاہے انہیں وہ کام ملک کے اندر رہ کر سرانجام دینے پڑیں یا ملک سے باہر رہ کر۔ اس وقت ہمارے جو مبلغ ہیں وہ مرکز سے باہر رہ کر

تبلیغ کا فریضہ

ادا کر رہے ہیں۔ لیکن ایک وقت آئے گا جب مرکز کو ان کی ضرورت ہوگی۔ اور باہر تبلیغ کرنے کی بجائے ان کا مرکز میں رہ کر خدمات بجالانا زیادہ مفید ہوگا۔ اس وقت انہیں مرکز میں بلا کر سلسلہ کے کلیدی کام سپرد کئے جائیں گے۔

اس سلسلہ میں

میں غور کر رہا تھا تو مجھے خیال آیا کہ جو مبلغین باہر جاتے ہیں۔ ان پر وہاں شادی کے بغیر رہنا گراں گزرتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمارے بعض مبلغ دس دس گیارہ گیارہ سال باہر رہ کر کام کرتے رہے ہیں۔ اور ان کے بیوی بچے ساتھ نہیں تھے۔ اور انہوں نے کام بھی شاندار کیا ہے۔ لیکن معلوم نہیں اس وقت یہ حالت کیوں پیدا ہو گئی ہے کہ مبلغین پر بغیر بیویوں کے باہر رہنا گراں گزرتا ہے۔ بہرحال سب لوگ ایک ہی رنگ کے نہیں ہو سکتے۔ بعض مبلغ ایسے تھے جنہوں نے بیوی بچوں سے جدا رہ کر سالہا سال تک کامیاب طور پر تبلیغ کا کام کیا۔ لیکن اس وقت جو مبلغ باہر ہیں۔ ان میں سے بعض زیادہ دیر تک بغیر شادی کے رہنا برداشت نہیں کر سکے۔ ویسے وہ بہت اچھے مبلغ ہیں۔ اور انہوں نے عمدہ کام کیا ہے۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے مرکز سے اجازت لے کر امریکہ اور یورپ میں شادیاں کرلی ہیں۔

جہاں تک شادی کا سوال ہے

یہ قرآن و سنت کے عین مطابق ہے۔ لیکن یورپ میں شادی کرنا دو لحاظ سے خطرناک طور پر مضر ہے۔ ایک تو اس لحاظ سے کہ یورپین عورتیں پردہ نہیں کرتیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دیکھنے والوں پر ان کا بُرا اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ وہ مبلغ جنہوں نے یورپ میں شادیاں کی تھیں میرے وہاں جانے پر بعض لوگوں نے ان کے متعلق اعتراض کیا کہ جب مبلغوں کی اپنی عورتیں پردہ نہیں کرتیں۔ تو دوسروں پر ان کا کیا اثر ہوگا۔ بلکہ انہوں نے یہاں تک کہا کہ یہ مبلغ خود بیویوں کے اثر کے نیچے

مغربیت کے رنگ میں رنگین

ہو رہے ہیں۔ جہاں تک پردہ کا سوال ہے۔ ہم اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ کہ اگر مبلغ روحانی لحاظ سے طاقتور ہوگا۔ تو وہ بیوی کی کم پرواہ کرے گا۔ اور خدا تعالےٰ کی زیادہ کرے گا۔ اور اگر کوئی مبلغ ایسا ہے۔ جو بیوی کی زیادہ پرواہ کرتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے کام کی کم پرواہ کرتا ہے۔ تو ایسا شخص مبلغ کہلانے کا مستحق ہی نہیں۔ لیکن اس سے قطع نظر

ایک اور سوال ہے

جو مجھے متفکر کر رہا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ میں کچھ عرصہ کے بعد مرکز میں کام کرنے کے لئے کارکنوں کی ضرورت ہوگی۔ اور بیرونی ممالک میں کام کرنے والے مبلغ ہی زیادہ تجربہ کار ہوں گے۔ اس لئے انہی کو یہاں بلا کر مرکزی کاموں پر لگانا پڑے گا۔ اگر مبلغوں نے باہر شادیاں کرلیں۔ تو ان کی بیویاں یہاں نہیں آئیں گی وہ اڑ بیٹھیں گی۔ اور کہیں گی۔ کہ ہم اس ملک میں نہیں رہ سکتیں۔ ہم کچے مکانوں میں گزارہ نہیں کر سکتیں۔ ہمیں وہاں کا تمدن پسند نہیں ہمیں فلش سسٹم کی ضرورت ہے۔ لیکن وہاں اس کا رواج نہیں۔ پھر وہاں اچھے اخراجات والی کمیٹی نہیں جو ہر وقت شہر کو بقعۂ نور بنائے رکھے۔ آخر اس نے زندگی وقف نہیں کی۔ اس نے صرف ایک واقف زندگی سے شادی کی ہے۔ اس لئے اسے یہاں آنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ پس میرے نزدیک باہر شادی کرنے والے مبلغ

یورپ میں شادیاں

کریں گے وہ مرکز کے کسی کام نہیں آسکتے۔ وہ مرکز سے یقیناً کھوئے جائیں گے۔ حالانکہ واقفین کا اصل کام یہ ہے کہ وہ مرکز کے کاموں کو سنبھالیں۔ اور جو واقف زندگی یورپ میں شادی کرلیتا ہے وہ مرکز میں آکر کام نہیں کر سکتا۔ اس لئے میرے نزدیک جن مبلغین نے یورپ میں شادیاں کی ہیں۔ وہ مرکز سے کھوئے گئے ہیں۔ ہاں جن مبلغین نے عرب ممالک میں شادیاں کی ہیں ان کے لئے مرکز میں رہ کر کام کرنا مشکل نہیں۔ مثلاً مولوی محمد شریف صاحب فلسطین سے شادی کر کے لائے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں یہاں رہنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی۔ جہاں تک ان کی بیوی کے متعلق مجھ پر اثر ہے۔ میں یہی سنتا ہوں کہ وہ یہاں کی جماعت میں مل جل گئی ہیں۔ اور یہاں کے تمدن کو وہ اختیار کر رہی ہیں۔ لیکن یورپین عورتوں کے لئے اس تمدن میں رہنا بہت مشکل ہے اس لئے مبلغین کا یہ خیال کر لینا بالکل غلط ہے۔ کہ وہ مرکز کے بلانے پر اپنی بیوی کو ساتھ لے کر آجائیں گے۔ اور وہ انہیں یہاں ناظر نائب ناظر وکیل یا نائب وکیل کے طور پر کام کرنے دے گی۔ ان کا یہ خیال صرف خیال خام ہے۔ میں انہیں چیلنج کرتا ہوں کہ ان میں سے کوئی ایسا کر کے دکھاوے۔ یہ اس کے اختیار کی بات نہیں بلکہ اس کی بیوی کے اختیار کی بات ہے۔ اور یورپین عورت ہمارے ملک میں رہنے کے لئے کبھی تیار نہیں ہو سکتی۔ پس اگر ہم مبلغین کو

یورپ میں شادیاں

کرنے کی اجازت دیں۔ تو وہ ہمارے کام کے نہیں رہیں گے۔ ہم انہیں صرف تبلیغ کے لئے ہی تیار نہیں کرتے بلکہ اس غرض کے لئے بھی تیار کرتے ہیں۔ کہ وہ ضرورت کے وقت مرکز کے اہم کاموں کو سنبھال لیں گے۔ کیونکہ مرکز کی حیثیت ایک دماغ کی سی ہے۔ اور

تبلیغ بطور ہاتھ

کے ہے۔ اگر دماغ ہی ماؤف ہو گیا۔ تو ہاتھ کیا کام کریں گے اس لئے دماغ کی حفاظت کی زیادہ ضرورت ہے۔ اور جو مبلغ باہر شادی کر لیتا ہے اس کا دماغ ماؤف ہو جاتا ہے۔ اور وہ مرکز میں رہ کر کام نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ہمارے بعض مبلغین جنہوں نے باہر شادیاں کی ہیں۔ اگرچہ وہ اچھے مبلغ ہیں۔ لیکن جہاں تک مرکزی کاموں کا تعلق ہے۔ وہ ہمارے کام کے نہیں رہے۔ کیونکہ ہمارا سابق تجربہ بتا رہا ہے۔ کہ

یورپین عورتیں

یہاں آکر گزارہ نہیں کر سکتیں۔ چنانچہ مفتی محمد صادق صاحب کو دیکھ لو۔ ان کی طبیعت کس قدر نرم ہے۔ اور وہ کس قدر محبت اور پیار کرنے والے ہیں۔ ان سے بڑھ کر نرم طبیعت اور کون شخص ہوگا۔ انہوں نے ایک ڈچ عورت سے شادی کی۔ لیکن وہ یہاں آکر گزارہ نہ کر سکی۔ اور وہ انہیں چھوڑ کر بھاگ گئی۔ چوہدری فتح محمد صاحب سیال نے انگلینڈ میں شادی کی۔ لیکن انہیں اپنی بیوی کو وہیں طلاق دے کر آنا پڑا۔ پس مبلغین کا یہ خیال کر لینا کہ ان کی بیویاں ان کے کاموں میں رکاوٹ پیدا نہیں کریں گی۔ بالکل جھوٹ ہے۔ جب ہمارا

تجربہ یہ بتاتا ہے

کہ یورپین عورتوں کے لئے یہاں آکر رہنا مشکل ہے۔ تو ان کی بیویوں کو کرنے سے فائدہ لگے ہوتے ہیں۔ کہ وہ یہاں آکر گزارہ کریں گی۔ سابق تجربہ کی بناء پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ جب بھی انہیں واپس بلایا جائے گا۔ وہ اڑ بیٹھیں گی اور پھر انہیں یا تو وقف چھوڑنا پڑے گا اور یا بیوی چھوڑنی پڑے گی۔ اور اگر بالفرض وہ یہاں آ جائیں گی۔ تو وہ اُسے ایسے لوہے کے چنے چبوائے گی۔ کہ وہ اپنی اس حرکت پر پچھتائے گا۔ اور ربوہ والے بھی چیخ اُٹھیں گے۔ کہ ہمیں اس عورت سے بچاؤ۔ وہ جس مجلس میں بھی جائے گی ناک بھوں چڑھائے گی۔ اور کہے گی۔ کہ یہ کیسا گندہ ملک ہے۔ یہاں یہ رواج ہے کہ عورتیں بڑے خاندان کی ہوں یا چھوٹے خاندان کی۔ وہ غریب عورتوں سے نفرت نہیں کرتیں۔ بلکہ انہیں پاس بٹھاتی ہیں۔

لیکن یورپین عورت کے پاس اگر کوئی غریب عورت آ جائے گی۔ تو وہ نفرت کا اظہار کرتے ہوئے کہے گی اس کے کپڑے گندے ہیں۔ اس لئے اسے پاس بٹھانا میری شان کے منافی ہے۔
پس طلباء کے سامنے

یہ بڑا اہم سوال ہے

کہ اگر وہ باہر جاتے ہیں۔ تو ان کے لئے یہ نہایت مشکل امر ہے۔ کہ شادی کے بغیر لمبا عرصہ وہاں رہ سکیں۔ اور اگر وہاں شادی کرتے ہیں۔ تو ہمارے کام کے نہیں رہتے۔ پھر اس کے ساتھ ہی یہ سوال قابل غور ہے۔ کہ اگر ان کی بیوی بچوں کو ان کے ہمراہ بھیجا جائے۔ تو اخراجات اتنے زیادہ ہو جائیں گے کہ مرکز معطل ہو کر رہ جائے گا۔ خدا تعالیٰ نے وقف کے ساتھ کچھ ایسی برکت رکھی ہے۔ کہ جس واقف زندگی کے متعلق بھی پوچھو۔ اس کے سات آٹھ سے کم بچے نہیں ہوتے۔ میں نے انڈونیشیا کے ایک مبلغ کے متعلق پوچھا۔ تو مجھے بتایا گیا۔ کہ اس کے گیارہ بچے ہیں۔ اب اگر گیارہ بچوں کو مبلغ کے ساتھ بھیجا جائے۔ تو مرکز کا دیوالہ نکل جائے گا پس تم اس بات کو یاد رکھو۔ کہ شادی کرنا ایک مسلمان کے لئے بہر حال ضروری ہے۔ لیکن زیادہ بچے پیدا کرنا ضروری نہیں۔ قرآن کریم نے ضبط تولید سے صرف اس صورت میں منع کیا ہے۔ جب کسی شخص کا یہ فعل

خشیت املاق کی وجہ سے

ہو۔ لیکن یہ کہیں نہیں لکھا۔ کہ تم دین کی خاطر بھی ضبط تولید نہیں کر سکتے۔ اگر تم خشیۃ املاق کی وجہ سے بچے پیدا کرنے میں احتیاط سے کام لیتے ہو۔ تو قرآن کریم اس سے منع کرتا ہے۔ لیکن اگر تم یہ احتیاط اس لئے کرتے ہو۔ کہ اس سے تمہاری تبلیغ میں آسانی ہو گی۔ اور سلسلہ پر زیادہ بار نہیں پڑے گا۔ تو قرآن کریم اس سے منع نہیں کرتا۔ قرآن کریم اس وقت منع کرتا ہے۔ جب ایسا کرنا تنگی رزق کے خوف کی وجہ سے ہو۔ لیکن اگر کوئی واقف اس لئے بچے پیدا کرنے میں احتیاط کرتا ہے۔ کہ تبلیغ میں آسانی ہو۔ تو یہ بات نہ صرف منع نہیں بلکہ اس کے لئے ثواب کا موجب ہے
اسی طرح جب سے ہوائی جہاز نکل آئے ہیں مبلغین نے مرکز سے مطالبہ شروع کر دیا ہے۔ کہ ہمارے لئے

ہوائی جہاز میں سیٹ

ریزرو ہونی چاہیئے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایک سال تو ایسا گزرا۔ کہ مبلغین کے سفر کے اخراجات زیادہ ہو جانے کی وجہ سے بجٹ ختم ہو گیا۔ اور کارکنوں کو دو دو ماہ تک تنخواہیں نہ مل سکیں۔ میں نے دفتر والوں سے کہا۔ کہ پہلے تو مبلغ سمندری جہاز پر جاتے تھے۔ اور وہ بھی تھرڈ کلاس میں سفر کرتے تھے۔ اب ہوائی جہاز کے سفر پر کیوں زور دیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ اب ہوائی جہاز میں سفر کرنے کی رسم پڑ گئی ہے میں نے انہیں کہا۔ کہ اس رسم کو مٹانا چاہیئے۔ ورنہ اخراجات بہت بڑھ جائیں گے۔ چنانچہ اب مبلغین دوبارہ سمندری جہاز کے ذریعہ جانے لگ گئے ہیں۔ بہر حال یہ ایسے امور ہیں۔ جن پر تمہیں

خود بھی غور کرنا چاہیئے

اور وکالت تبشیر کے افسروں سے ملاقات کر کے ان سے بھی ان امور کے متعلق باتیں کرنی چاہئیں۔
اگر مبلغ کو

شادی کی ابتدا ء

میں ہی باہر بھیج دیا جائے۔ تو سلسلہ پر بچوں کا بوجھ نہیں پڑ سکتا۔ لیکن یہ لوگ انتظار کرتے رہتے ہیں۔ اور جب اس کے ہاں پوری کرکٹ ٹیم بن جاتی ہے۔ تو پھر اسے باہر بھیجتے ہیں۔ حالانکہ اگر وہ اسے آٹھ دس سال پہلے بھیجتے تو نہ صرف وہ اس وقت پورا مبلغ بن جاتا۔ بلکہ اخراجات کے لحاظ سے بھی سہولت ہوتی۔ کیونکہ اس کے ہاں صرف ایک یا دو لڑکے ہوتے۔
غرض اگر غور کر کے مبلغین کا پروگرام بنایا جائے اور پھر

نوجوانی کی عمر میں

ہی مبلغ کو باہر بھیج دیا جائے تو زیادہ سے زیادہ دو تین افراد کا خرچ سلسلہ پر پڑے گا۔ اور پھر جب اسے واپس بلایا جائے گا۔ تب بھی اس کے ہاں دو یا تین بچے ہوں گے۔ اسی طرح جتنا خرچ اس وقت صرف ایک مبلغ کے واپس بلانے یا بھیجنے پر ہوتا ہے اس سے پانچ مبلغین کے آنے جانے کا خرچ پورا ہو سکے گا۔ اور سب مبلغین کو ایک وقت مرکز میں رہنے اور اس سے ہدایات لینے کا موقع مل جائے گا۔
شروع شروع میں جو لوگ سلسلہ کی خدمت کے لئے آگے آئے وہ بھی

بڑی عمر کے نہیں تھے

بلکہ چھوٹی عمر کے ہی تھے۔ مثلاً مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی جب قادیان آئے۔ تو چھوٹی عمر کے ہی تھے۔ پھر وہیں رہ کر انہوں نے ترقی کی۔ اور سلسلہ میں خاص مقام حاصل کر لیا۔ حضرت خلیفہ اول ؓ بھی جب قادیان آئے۔ تو آپ کی عمر زیادہ نہیں تھی۔ پھر مولوی محمد علی صاحب آئے۔ مولوی شیر علی ؓ صاحب آئے۔ مفتی محمد صادق صاحب آئے۔ ماسٹر عبدالرحمان صاحبؓ جالندھری آئے جن کی کتاب ہے "میں مسلمان ہو گیا" بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی آئے۔ بھائی عبدالرحیم صاحب آئے۔ یہ سب چھوٹی عمر کے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ انہیں بڑی پوزیشن حاصل ہو گئی۔ اسی طرح درد صاحب بھی چھوٹی عمر میں ہی آئے تھے۔
پس میرے نزدیک

اخراجات بچانے کا صحیح طریق

یہ ہے کہ مبلغین کو نوجوانی کی عمر میں باہر بھیجا جائے۔ اور پھر ایسے وقت میں بھیجا جائے جب کہ ان کی نئی نئی شادی ہوئی ہو اور ان کے صرف ایک یا دو بچے ہوں۔ اور جب واپس آئیں تب بھی دو تین سے زیادہ ان کے بچے نہ ہوں۔ اسی طرح جب تم اپنی بیویوں کو ساتھ لے جاؤ۔ تو ایسا نہ ہو کہ تم سارا دن اپنی بیویوں کے پاس ہی بیٹھے رہو۔ اور تبلیغ کے لئے باہر نہ نکلو۔ یورپ کے سفر میں مجھے بعض یورپین مشنوں میں کام کرنے والے مبلغوں کے متعلق بتایا گیا۔ کہ ان کے لئے گھر سے نکلنا مشکل ہوتا ہے۔ وہ سارا سارا دن بیویوں کے پاس بیٹھے رہتے ہیں۔ جن مبلغین کی بیویاں ان کے ساتھ گئی ہیں۔ ان میں سے میں نے صرف ایک مبلغ دیکھا ہے۔ جو ہر وقت تبلیغ کے کام میں لگا رہتا ہے۔ اور وہ

چوہدری عبداللطیف صاحب ہیں

جو اس وقت ہیمبرگ مشن (جرمنی) میں کام کر رہے ہیں۔ وہ نہایت نیک اور مخلص نوجوان ہیں۔ اور ان کی بیوی ان کے ساتھ ہے۔ لیکن پھر بھی دین کے متعلق ان کے اندر فدائیت پائی جاتی ہے۔ کہ وہ دینی کاموں کے وقت ان کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے۔ اور ایک منٹ کے نوٹس پر باہر جانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ پچھلے دنوں جب ہالینڈ مشن میں خرابی پیدا ہوئی۔ اور وہیں دوسرا مبلغ بھیجنے کی ضرورت پیش آئی۔ تو اس وقت اگر پاکستان سے مبلغ بھیجا جاتا۔ تو اس پر پانچ چھ ہزار روپے خرچ آ جاتا۔ ہم نے چوہدری عبداللطیف صاحب کو لکھا کہ تم فوراً ہالینڈ پہنچ جاؤ۔ اس پر باوجود اس کے کہ ان کے بیوی بچے ایک غیر ملک میں تھے وہ انہیں اکیلا چھوڑ کر فوراً ہالینڈ روانہ ہو گئے۔ اور دوسرے ہی دن ان کی تار آ گئی۔ کہ وہ ہالینڈ پہنچ گئے ہیں پھر وہ ایک ماہ تک وہاں رہے اور کام کرتے رہے اور اب ان کا خط آیا ہے۔ کہ چونکہ حافظ قدرت اللہ صاحب ہالینڈ پہنچ گئے ہیں۔ اس لئے مجھے اجازت دی جائے کہ میں اپنے ملک میں واپس جا کر

تبلیغ کا کام

سنبھالوں۔ گویا اب بھی انہوں نے یہ شکایت نہیں کی۔ کہ ان کے بیوی بچے جرمنی میں ہیں۔ اس لئے انہیں وہاں جلد پہنچنا چاہیئے۔ پھر اس خط کے ساتھ ہی انہوں نے ایک جرمن ڈاکٹر کی بیعت کی اطلاع بھیجی ہے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ جب دیتا ہے۔ تو چھپر پھاڑ کر دیتا ہے۔ وہ ہالینڈ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خالی نہیں رہنے دیا۔ بلکہ وہاں بھی ایک جرمن ڈاکٹر کو جو میڈیسین کے ڈاکٹر ہیں ان کے ذریعہ احمدیت میں داخل کرا دیا۔ اب دیکھو یہ اپنی فضل ہے۔ جو ان کے اخلاص کی وجہ سے ان پر نازل ہوا۔ ورنہ چوہدری عبداللطیف صاحب کی بیوی شروع میں غیر احمدی تھی۔ اور مجھے یہ بات پسند نہیں تھی۔ کہ ان کی شادی اس جگہ ہو۔ لیکن چونکہ ان کے ماں باپ نے اصرار کیا۔ اس لئے میں نے بھی اجازت دے دی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس عورت کو

اسلام کی خدمت کی توفیق

دی اور وہ اس طرح کام کر رہی ہے کہ اسے دیکھ کر حیرت آتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کام کی جتنی توفیق اسے ملی ہے۔ اتنی کسی پرانی احمدی عورت کو بھی نہیں ملی۔ پھر چوہدری عبداللطیف صاحب بھی بڑے نیک نوجوان ہیں۔ میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا۔ کہ میں جرمنی میں ایک ڈاکٹر سے مشورہ لینے موٹر پر جا رہا تھا۔ کہ میرے ساتھ ہی اگلی سیٹ پر ایک ہندو ڈاکٹر بیٹھا تھا۔ جو ۲۵ سال سے جرمنی میں رہتا ہے۔ وہ مڑ کر کہنے لگا۔ میں دہریہ ہو چکا تھا۔ لیکن آپ کے مبلغ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے میں دین کا قائل ہو گیا ہوں۔ میں نے کہا میں تو اس وقت تک یہ بات نہیں مانوں گا۔ جب تک تم پورے مسلمان نہ ہو جاؤ۔ وہ کہنے لگا اللہ تعالیٰ لطیف صاحب کو سلامت رکھے۔ اگر ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رہا۔ تو میں پورا مسلمان بھی ہو جاؤں گا۔ پھر ان کی بیوی کے اندر تبلیغ کا اس قدر احساس پایا جاتا ہے۔ کہ وہاں ایک عورت ہے۔ جو مرتد ہو چکی ہے۔ ایک دن جس ہوٹل میں ہم ٹھہرے تھے۔ اس میں وہ بھی آ گئی۔ لیکن جونہی وہ عورت ہوٹل میں آئی۔ چوہدری عبداللطیف صاحب کی بیوی اس سے بڑی محبت کے ساتھ ملی۔ اور اس کی خاطر تواضع کرنے لگ گئی۔ جب وہ واپس چلی گئی۔ تو ہماری عورتوں نے اس سے کہا کہ تم تو کہتی تھیں کہ یہ عورت مرتد ہو گئی ہے۔ اور

سلسلہ کی مخالفت

کرتی ہے۔ اور اب وہ آئی ہے۔ تو تم نے اس کی خاطر تواضع شروع کر دی ہے۔ وہ کہنے لگی کہ ہم اس طرح نہ کریں۔ تو یہ لوگ مسلمان کیسے ہوں۔ غرض ان کی بیوی بھی تبلیغ کے کام میں ان کا پورا پورا ہاتھ بٹا رہی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ان کی صحت اچھی نہیں دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت دے تا جرمنی میں تبلیغ کا کام اور بھی زیادہ وسیع ہو سکے۔ اس وقت وہ سلسلہ کے چوٹی کے مخلص نوجوانوں میں سے ہیں۔ اور ابھی تک میرے علم میں ان کی کوئی مالی یا تبلیغی کرتاہی نہیں آئی۔ میرا اس سے یہ مطلب نہیں کہ دوسرے مبلغ مخلص اور

سلسلہ سے محبت رکھنے والے

نہیں۔ اگر کوئی ایسا نتیجہ نکالتا ہے۔ تو غلطی کرتا ہے۔

میں اس وقت دوسروں کی تنقیص نہیں کر رہا۔ بلکہ صرف ایک مبلغ کی خوبی بیان کر رہا ہوں ورنہ ہمارے کئی دوسرے مبلغ بھی بڑا اچھا کام کرنے والے ہیں۔ مثلاً خلیل احمد صاحب ناصر ہیں۔ وہ بھی اچھے مبلغ ہیں۔ گو اب شکایت آرہی ہے۔ کہ امریکہ کا مشن کمزور ہو رہا ہے۔ شاید میرا خطبہ ان کے پاس پہنچے تو وہ اپنی اصلاح کریں۔ اسی طرح مولود احمد صاحب ہیں۔ وہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہے ہیں۔ انہوں نے

انگلستان کے مشن کا کام

خوب سنبھالا ہے۔ پھر جہاں تک تبلیغ کا سوال ہے شیخ ناصر احمد صاحب بھی بڑے اچھے مبلغ ہیں۔ اور ان میں اس قدر اخلاص پایا جاتا ہے۔ کہ جب بھی انہیں لکھا جاتا ہے۔ کہ فلاں دوائی بھیج دو۔ تو چند دن میں ہی وہ دوائی آجاتی ہے۔ معلوم نہیں کہ وہ اپنے کاموں سے ان باتوں کے لئے کس طرح وقت نکال لیتے ہیں۔ چوہدری عبداللطیف صاحب کا بھی یہی حال ہے۔ ادھر انہیں خط لکھا جاتا ہے اور ادھر دوائی آجاتی ہے۔ یہ دونوں نہایت اخلاص سے کام کر رہے ہیں۔ لیکن شیخ ناصر احمد کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ انہوں نے وہاں شادی کرلی ہے۔ اس لئے اب وہ مرکز میں کام کرنے کے قابل نہیں رہے ہاں وہاں وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ وہ جرمنی زبان میں ایک رسالہ نکالتے ہیں جس کے متعلق رپورٹ آئی ہے کہ ان رسالہ کی دور دور سے مانگ آرہی ہے۔

یونیورسٹی کے طلباء

انہیں بلا بلا کر تقریریں کرواتے ہیں۔ اور ان سے اسلام کی تعلیم سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن جہاں تک مرکز میں رہ کر کام کرنے کا سوال ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ انہیں وہاں شادی کر لینے کی وجہ سے مشکل پیش آئے گی۔ ہر مرد کو اپنی بیوی پر حسن ظنی ہوتی ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ جب میرا یہ خطبہ ان کے پاس پہنچے۔ تو وہ ہنس پڑیں۔ اور کہیں۔ حضرت صاحب کو میری بیوی کے متعلق کیا علم ہے۔ کہ وہ کیسی مخلص ہے۔ میں مرکز کی طرف ایک قدم بڑھاؤں گا تو وہ بیس قدم جائے گی۔ لیکن ہمارا تجربہ یہی بتاتا ہے۔ کہ وہ مرکز کی طرف ایک قدم آئیں گے۔ تو ان کی بیوی بیس قدم پیچھے جائے گی۔ اور ایک دن انہیں یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ وہ اپنی بیوی کو رکھیں یا مرکز میں رہیں۔ ہاں خدا تعالیٰ ان کی بیوی کو یہ توفیق دے دے۔ تو یہ اس کا احسان ہے۔ ویسے وہ ایک مخلص نوجوان ہیں۔ اور اگر انہوں نے وہاں شادی کرلی ہے۔ تو انہوں نے اسلام کی تعلیم کے خلاف نہیں کیا۔ اس لئے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی بیوی کو توفیق دے۔ کہ وہ ان کے دینی کاموں میں روک نہ بنے۔ لیکن جہاں تک ہمارا پہلا تجربہ ہے۔ وہ یہی ہے کہ یورپین عورتیں دینی کاموں میں روک بن جایا کرتی ہیں۔ اور

قرآن کریم بھی کہتا ہے

کہ تمہاری بیویاں اور تمہاری اولادیں بعض دفعہ فتنہ بن جاتی ہیں۔ ہاں عرب ممالک میں شادی اس قسم کے نتائج پیدا نہیں کرتی۔ عرب ممالک میں سے سادہ ترین ملک فلسطین ہے۔ ویسے دوسرے علاقوں میں بھی ایسی عورتیں مل جاتی ہیں۔ جو ہمارے تمدن کو برداشت کر لیتی ہیں۔ لیکن یورپین عورتیں اس طرح نہیں کر سکتیں۔

اس کے بعد حضور نے نو عمر مبلغین کی شادیوں اور انکو باہر تبلیغ کیلئے بھیجے جانے کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

میں نے جو سکیم بنائی ہے۔ وہ یہ ہے کہ شادی کے معاً بعد

مبلغ کو بھیج دیا جائے

یا پھر اس کی شادی پر صرف اتنا عرصہ ہی گذرا ہو کہ اس کا ایک بچہ ہو یا دو بچے ہوں۔ لیکن دفتر والوں نے پرانے مبلغین کو اہل و عیال کے ساتھ بھیجنا شروع کردیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بجٹ ختم ہوگیا۔ اور مجھے مہینوں لکھتے رہے کہ خطبہ پڑھیں کہ دوست تحریک جدید میں حصہ لیں تاکہ آمد ہو اور اس سے تنخواہیں ادا ہو سکیں میں نے کہا مصیبت تو تمہاری اپنی پیدا کی ہوئی ہے اور خطبے میں پڑھوں۔ بہرحال میں نے خطبے پڑھے دوستوں نے چندے دیئے۔ اور یہ مصیبت ٹل گئی۔ نہیں اگر

مبلغ کو ایسی عمر میں باہر بھیجا جائے

کہ اس کے دس گیارہ بچے ہوں تو نہ صرف ان کے اخراجات سفر ہی اتنے زیادہ ہوں گے جو ناقابل برداشت ہوں گے بلکہ اس ملک میں قیام کے اخراجات بھی بہت زیادہ ہوں گے۔ لیکن اگر شادی کے معاً بعد مبلغین کو باہر بھیج دیا جائے تو یہ مشکل پیش نہیں آئے گی۔ کرایہ بھی تھوڑا لگے گا۔ اور وہاں قیام کے اخراجات بھی زیادہ نہیں ہوں گے اور پھر خرچ کم ہوگا۔ تو دفتر انہیں جلدی جلدی مرکز میں بلا سکے گا پھر بعض مبلغ باہر بیٹھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو کیمیا آتا ہے اور وہ جب چاہتے ہیں۔ سکے تیار کر لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ جاتے ہی لکھنا شروع کر دیتے ہیں کہ اتنا روپیہ بھیج دو۔ اتنا خرچ بھیج دو حالانکہ

پہلی بات تو یہی ہے

کہ اگر پاکستانی چندہ دیتے ہیں۔ تو انڈونیشیا۔ انگلستان جرمنی اور امریکہ والے کیوں چندہ نہیں دیتے۔ اب تو مبلغین کو کسی قدر چندہ لینے کی طرف توجہ پیدا ہوگئی ہے۔ کیونکہ میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ ہم اس وقت تک کوئی بیعت قبول نہیں کریں گے جب تک تم اس کے ساتھ چندہ بھی نہ لکھو۔ چنانچہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ چوہدری عبداللطیف صاحب مبلغ جرمنی نے ایک ڈاکٹر کی بیعت بھیجی تو اس کے ساتھ چار روپے چندہ کی وصولی کی اطلاع بھی بھیجی اور لکھا کہ ابھی ان کا تنخواہ چونکہ اچھا نہیں اس لئے اس کم ہے۔ ابھی انہوں نے صرف اتنا وعدہ کیا ہے کہ میں ہر ماہ چار روپے چندہ دوں گا۔ لیکن جب آمد زیادہ ہو جائے گی۔ تو چندہ کی مقدار بھی بڑھا دوں گا۔ انگلستان میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں مجھے قیام انگلستان کے دوران میں بتایا گیا کہ فلاں شخص جس نے پچھلے سال بیعت کی ہے اڑھائی پاؤنڈ یعنی ساڑھے سینتیس روپے ماہوار چندہ دیتا ہے۔ بہرحال اب

میں نے قانون بنا دیا ہے

کہ اس وقت تک کوئی بیعت قبول نہ کی جائے۔ جب تک کہ اس کے متعلق یہ نہ بتایا جائے کہ وہ چندہ دینے لگ گیا ہے۔ کیونکہ اگر اس نے اسلام کو سچا سمجھ کر قبول کیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ اس کے لئے مالی قربانی نہ کرے۔ آخر یہ کونسی معقولیت ہے کہ پاکستانی تو سلسلہ کا بوجھ اٹھائیں اور دوسرے ممالک کے لوگ بوجھ نہ اٹھائیں۔ یہاں غریب غریب آدمی اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ کاٹ کر چندہ دے رہے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ دوسرے ممالک کے لوگ قربانی نہ کریں اور وہ سلسلہ کا بوجھ نہ اٹھائیں۔

بیرونی جماعتوں میں سے

ویسٹ افریقہ۔ ایسٹ افریقہ اور انڈونیشیا اپنا بوجھ آپ اٹھا رہے ہیں۔ امریکہ کو ابھی پورا بوجھ اٹھانے کی توفیق نہیں ملی۔ لیکن اگر کوشش کی جائے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ چند سالوں میں وہ اپنے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کے ساتھ [illegible] اخراجات [illegible] ہے [illegible] مثلاً دمشق [illegible] ہے۔ وہ چندے کی بہت پابند ہے۔ وہاں سے امیر سید منیر الحصنی صاحب اس قدر تعدد میں [illegible] کے ساتھ چندہ کی وصولی کا کام کرتے ہیں کہ [illegible] ہم نے انہیں یہاں سے اکاؤنٹنٹ بنا دیا ہے۔ وہ اپنے خطوط میں بڑی باقاعدگی کے ساتھ اپنی آمد اور اخراجات کا حساب [illegible] ہیں کہ اتنی رقم آئی تھی اتنی فلاں جگہ خرچ ہوئی اتنی فلاں جگہ خرچ ہوئی اس وقت ہمارے پاس اتنا روپیہ ہے۔ اسی طرح مصر کی جماعت بھی چندہ کی ادائیگی میں باقاعدہ ہے۔

ویسٹ اور ایسٹ افریقہ کی جماعتیں

بھی اپنا نیز [illegible] کرتی ہیں۔ انڈونیشیا پہلے اپنا بوجھ اٹھا رہا تھا۔ [illegible] گئی ہو [illegible] [illegible] وہ بھی اپنا نظم ہو رہا ہے۔ چندہ کے سلسلہ میں افریقہ اور ایشیا [illegible] سے امریکہ کا نمبر آتا ہے۔ اگر اسی طرح آہستہ آہستہ سب ممالک نے اپنا بوجھ اٹھا لیا تو امید ہے کہ کام میں آسانی پیدا ہو جائے گی۔

پس ان کاموں کے لئے دعائیں کرو اور خود بھی سوچو کہ مبلغین کو کس وقت اور کس عمر میں باہر بھیجنا چاہیئے۔ تاکہ جماعت پر زیادہ بوجھ نہ پڑے۔ اور اس کے لئے کیا کیا تدابیر اختیار کرنا سلسلہ کے لئے ضروری ہیں۔

نظام وصیت اور جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان

احباب جماعت! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے لئے وصیت کے نظام کو خدائی منشاء کے ماتحت قائم کر کے بہت بڑی برکتوں اور نعمتوں کے دروازے ہم پر کھول دیئے ہیں۔ جو مال دنیا میں کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ بھی اپنے ساتھ نہ لے جا سکا وہ حقیر مال خدا تعالیٰ کے رستہ میں خدا تعالیٰ کی منشاء کے ماتحت خرچ کر کے ہم خدا تعالیٰ کی جنت کے وارث ہو سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اس حکم کو ٹال دیا وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش! میں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیدیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا۔"

"دیکھو میں بہت قریب عذاب کی تمہیں اطلاع دیتا ہوں اپنے لئے وہ زاد راہ جلد تر جمع کرو کہ کام آئے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کر لوں بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔ بہتیرے ایسے ہیں کہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے۔ مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے۔ تب آخری وقت میں یہ کہیں گے هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ"

پس دوستو! اس خدائی نظام کی طرف دوڑو کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

ذکرِ حبیب علیہ السلام

(۱)

اسال جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی نے جو ذکرِ حبیب کے موضوع پر تقریر تیار فرمائی جسے صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے پڑھ کر سنایا وہ ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔ (ادارہ)

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ۔

برادرانِ وطن، عزیزان و احباب کرام!

اس وقت میرے سپرد "ذکر حبیب" یعنی پیارے و مقدس آقا۔ ہاں اس زمانہ کے مصلح و نجات دہندہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ کرشن ثانی۔ پرگنہ بٹالہ کے گرو، مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے حالاتِ زندگی کا بیان و تذکرہ ہے۔

یہ خدا تعالیٰ کا محض فضل و احسان ہے کہ اس نے مجھ حقیر و بے نوا کو بچپن میں ہی گمراہی و ضلالت سے نکال کر اور اس زمانہ کے بدرِ منیر کے پاس پہنچا کر اپنی پاک ذات اور صفات کی سمجھ دی۔ اور اپنا زندہ ہونا۔ اپنے زندہ مذہب اور زندہ رسول کے طفیل دکھایا۔ جب میں شروع شروع میں اپنے والدین اور عزیز و اقارب سے جدا ہو کر حضرت احمد جری اللہ کے قدموں میں حاضر ہوا۔ تو میرے اقارب مجھ سے سخت ناراض ہوئے۔ ان کے نزدیک میرا مر جانا اس سے بہتر تھا کہ میں قادیان میں آ کر حضرت مرزا صاحب کی غلامی قبول کرتا۔ لیکن بعد کے حالات اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت سیدنا مولینا نورالدین صاحبؓ کی پیہم اور متواتر شفقت، ہمدردی اور حسن سلوک سے میرے والدین اور عزیز و اقارب کے قلوب بھی مائل ہو گئے اور ان کی نفرت محبت سے بدل گئی۔ چنانچہ وہ بھی کئی بار ملاقات کے لئے قادیان آتے رہے اور یہاں پر مجھے آرام میں پا کر اطمینان اور تسلی سے اپنے وطن کو جاتے رہے۔

سیرت کا خلاصہ

۱۸۹۵ء کے وسط سے لے کر ۲۶؍ مئی ۱۹۰۸ء تک سوائے کچھ عرصہ کی مفارقت کے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں رہا۔ مجھے آپؑ کی معیت سفر میں، حضر میں، سیر کے وقت۔ مختلف شہروں اور دیار میں۔ مباحثات و مقدمات کے ہنگاموں اور صلوات کے وقت پُرسوز دعاؤں میں حاصل رہی۔ اور حضورؑ کے رہائشی مکانات کی پاسبانی اور پہرہ داری کا بھی موقعہ ملا۔

میں نے آپؑ کو دنیا کے خالق و مالک خدا سے سب سے زیادہ محبت، وفا کرنے والا، مخلوقِ خدا کا سب سے زیادہ ہمدرد، پر اخلاص۔ رحمانہ احسان عام کرنے والا۔ دشمنوں سے بھی حسن سلوک کرنے والا اور شفقت سے پیش آنے والا۔ خدا تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کا سچا عاشق۔ دنیا کے تمام نبیوں، رشیوں اور اوتاروں کا احترام کرنے اور کرانے والا۔ اور ان کی حرمت و احترام کے قائم کرنے کے لئے غیرت رکھنے والا پایا ہے۔

آپؑ کے حسنِ سلوک۔ بود و باش۔ طریقِ کار۔ صفاتِ حمیدہ اور مناقب جلیلہ کے متعلق سینکڑوں واقعات اس لمبے عرصہ میں میری آنکھوں نے دیکھے اور کانوں نے سُنے۔ ہاں وہی واقعات جنہوں نے لوگوں کے دلوں میں انقلابِ عظیم برپا کر کے ان کو خدا کے آستانہ پر گرا دیا۔ اور وہ اس دنیا سے منہ موڑ کر خالصتہً خدا تعالےٰ کے لئے اپنی جان۔ مال۔ عزت اور رشتہ داروں کی قربانی کے لئے بخوشی تیار ہو گئے۔

ان یادگار واقعات میں سے ہر ایک واقعہ ایسا پُر تاثیر اور بابرکت تھا کہ اس نے دنیا کے چاروں گوشوں سے لوگوں کو باوجود قسما قسم کی مخالفتوں کے کھینچ لیا۔ اور آج آپؑ کی جماعت اس قدر وسعت اور ترقی اختیار کر چکی ہے کہ کہا جا سکتا ہے کہ احمدی جماعت پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔

انہی واقعات اور حالات کا مجھ پر بھی گہرا اثر ہوا کہ میں شروع شروع میں قادیان میں غیر مانوس ماحول پاتے ہوئے بھی ہمیشہ کے لئے اسی مقام کا ہو گیا۔ اور اپنے والد ماجد جیسے گراں قدر مل، اپنی والدہ ماجدہ اور پیارے بھائیوں اور بہنوں اور دوسرے عزیزوں اور رشتہ داروں کی محبت پر اس لاثانی اور محسنِ عظیم کی محبت کو ترجیح دی۔

داغِ ہجرت

واقعات بہت ہیں اور ان سب کا تفصیلی بیان تو درکنار ان کے عنوانات کا ذکر بھی اس مختصر مجلس میں ممکن نہیں۔ میں اختصار کی خاطر دوسرے واقعات کو چھوڑنا پڑا اور جگ بیتی کے بیان سے بچتا ہوا ان واقعات کا کسی قدر ذکر کرتا ہوں۔ جو میری ذات سے تعلق رکھتے ہیں اور جگ بیتی کی نسبت آپ بیتی زیادہ عمدگی اور صحت سے بیان ہو سکتی ہے۔ اور اس کا اثر بھی زیادہ شدید اور مفید ہو سکتا ہے۔

لیکن پیشتر اس کے کہ میں آپ بیتی شروع کروں میں ایک اہم واقعہ کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں جو میری آنکھوں کے سامنے ہوا۔ اور جس کا تعلق ۱۹۴۷ء کے ہولناک انقلاب اور بٹوارہ سے ہے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو "داغِ ہجرت" کا الہام ۱۹۰۸ء سے کئی سال پہلے ہوا تھا۔ اور اس طرح آپؑ کا مشہور الہام اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ بھی یعنی وہ خدا جس نے تجھ پر خدمتِ قرآن فرض کی ہے۔ تجھے قادیان چھوڑنے کے بعد دوبارہ اس میں واپس لے آئے گا۔ یہ الہام آپؑ کی تصنیف "کتاب البریۃ" کے ٹائیٹل پیج پر معہ ترجمہ آپ نے خود لکھوایا۔

۱۹۰۰ء کا واقعہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض رشتہ داروں نے جو آپؑ کی مخالفت میں ہر جائز و ناجائز طریق اختیار کرنا روا سمجھتے تھے۔ مسجد مبارک کا راستہ بند کرنے کے لئے دیوار کھینچ دی۔ اور اس دیوار کی وجہ سے احمدیوں کو بہت تکلیف اور دقت کا سامنا تھا اس موقعہ پر حضرت اقدس جہاں قانونی چارہ جوئی کا ارشاد فرما رہے تھے۔ وہاں احباب جماعت کو پُرامن اور صابر رہنے کی تلقین بھی فرما رہے تھے . . . . اسی سلسلہ میں ایک دفعہ ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور جو انگریز تھے کا کیمپ ہرچووال کے بنگلہ میں ہوا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے بعد مشورہ مناسب خیال فرمایا کہ ایک وفد ڈپٹی کمشنر کے پاس بھیج کر دیواء کی وجہ سے جو تکلیف ہو رہی ہے اس کا اظہار کیا جائے۔ اور اس کو گرانے کی درخواست کی جائے۔ یہ وفد قادیان میں مقیم اور مہمان احمدی احباب پر مشتمل تھا جب یہ وفد ہرچووال کی نہر کے پل سے آگے گذرا۔ تو صاحب بہادر سامنے بنگلہ کے لان میں پھر رہے تھے! ور ان کا ہیڈ ریڈر ان کے ساتھ تھا جب ان کی نظر وفد کے افراد پر پڑی تو انہوں نے اپنے ریڈر سے دریافت حالات کیا۔ ریڈر نے جو مخالفین سلسلہ کے ساتھ ملا ہوا تھا بتایا کہ یہ احمدیوں کا وفد ہے جو آپ کو مرعوب کرنے اور آپ پر دباؤ ڈالنے کے لئے آیا ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب اس بات کو سن کر بگڑ گئے اور وفد کو ڈانٹ ڈپٹا۔ اور ملاقات کی اجازت نہ دی۔ چنانچہ احباب واپس قادیان آ گئے اور سارا ماجرا حضرت اقدس علیہ السلام کے گوش گذار کیا۔ حضور کو اس سے بہت قلق اور رنج ہوا۔ آپ نے مسجد مبارک میں احباب کو اکٹھا کر کے درد اور سوز سے بھری ہوئی ایک تقریر فرمائی۔ اور فرمایا کہ ہماری زندگی کا مقصد خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت اور اس کی ترقی کے لئے جدوجہد اور قربانی کرنا ہے۔ ہم نے بہرحال یہ کام کرنا ہے اگر یہاں پر ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے کہ ہمارے لئے یہاں رہ کر اپنا مقصد پورا کرنے میں روک پیدا ہو جائے۔ تو ہمارا الہام "داغِ ہجرت" بھی ہے۔ ہم کسی اور مناسب جگہ ہجرت کر جائیں گے انبیاء اور ان کے سلسلہ کے ساتھ ہجرت ہوتی ہے جو ان کی ترقی اور سربلندی کا موجب بنتی ہے۔ یہ تقریر سن کر بعض احباب نے اپنے اپنے علاقہ میں دارالہجرت بنانے کی پیشکش کی۔ مثلاً حکیم الامۃ مولینا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے بھیرہ کی اور حضرت چودھری حاکم علی صاحب رضی اللہ عنہ نے چک پنیار کی پیشکش کی۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ سردست نہیں۔ جب خدا تعالےٰ چاہے گا۔ اور موقعہ آئے گا اس وقت دیکھا جائے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو "داغِ ہجرت" اور قادیان میں واپسی کے الہامات ملکہ وکٹوریہ کے زمانہ میں ہوئے۔ جو ایک پُرامن زمانہ تھا۔ اس وقت نہ ہندو مسلم کشیدگی اتنی بڑھی ہوئی تھی۔ اور نہ ہندوستان اور پاکستان کا تصور تھا۔ لیکن آپؑ کو خدا تعالےٰ نے بتایا کہ حالات بد سے بدتر ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ احمدیہ جماعت کو قادیان چھوڑنا پڑے گا۔ اور آپؑ نے یہ بھی اشارہ فرمایا کہ یہ واقعہ میرے جانشین اور فرزند کے زمانہ میں ہوگا۔ اسی طرح آپؑ نے اپنی آخری کتاب "پیغام صلح" میں ہندو اور مسلمان دو بڑی قوموں کو صلح و اتحاد کا پیغام دیتے ہوئے فرمایا کہ صلح کرو۔ اسی میں بہتری ہے۔ ورنہ اس ملک پر مصائب اور تباہیاں آتی رہیں گی۔ افسوس کہ آپؑ کی بروقت وارننگ کو نہ سنا گیا۔ اور ہمیں وہ دن دیکھنا پڑا۔ جو بہت ہی تلخ اور تکلیف دہ تھا۔ اور نہ معلوم خدا تعالےٰ کی تقدیر آئندہ کیا کچھ دکھائے گی۔

آپؑ نے جہاں احمدیہ جماعت کے قادیان سے نکلنے کی پیشگوئی فرمائی وہاں احمدیوں کے دوبارہ واپس آنے کی بھی پیشگوئی فرمائی۔ اب یہ خدا تعالےٰ ہی جانتا ہے کہ کس طرح یہ پیشگوئی پوری ہو۔ لیکن ایک منہ سے نکلی ہوئی دو باتیں تھیں۔ ایک غیر معمولی اور غیر متوقع حالات میں پوری ہو گئی اور ہمیں پورا یقین ہے کہ دوسری بات یعنی قادیان میں احمدیوں کی واپسی بھی اپنی پوری شان سے پوری ہو گی۔ کیونکہ ہم نے خدا تعالےٰ کے اس مقدس فرستادہ کی بتائی ہوئی سب باتیں سچی ہوتی دیکھی ہیں۔

(باقی)

شکریہ

(۱) مکرمی مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بمبئی نے اخبار بدر کے چار خریدار بنائے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء

۲۔ مکرم نذیر احمد صاحب ملایا کے ہاں اللہ تعالےٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ جس کی خوشی میں انہوں نے ایک غیر احمدی دوست کے نام ایک سال کے لئے اخبار بدر جاری کروایا ہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اور بھی کارِ خیر میں حصہ لینے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

نیز دوسرے احباب سے بھی درخواست ہے کہ وہ بھی اس کارِ خیر میں حصہ لے کر ثواب کے مستحق بنیں۔

(منیجر)

پیشگوئیوں کے معیار کی حقیقت

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیان

ایک آریہ صاحب سے ایک دن پیشگوئیوں کے متعلق بات ہو رہی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم پیشگوئیوں کو کچھ چیز نہیں سمجھتے اور نہ ہی وہ سچائی کے پرکھنے کا معیار ہو سکتی ہیں۔ مکترین نے عرض کیا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کرشن ثانی کے وقت میں پنڈت لیکھرام نے بعض پیشگوئیاں آپ کی اولاد اور آپکے سلسلہ کے خلاف کیوں بیان کی تھیں۔ اور ان کو اپنے اشتہاروں کے ذریعہ سے دنیا میں کیوں شہرت دی تھی۔ اس پر وہ فرمانے لگے کہ یہ پنڈت جی کی غلطی تھی۔ یہ آریہ اصولوں کے صریح خلاف ہے۔ آریہ الہام کے سلسلہ کو جاری نہیں مانتے اور نہ ہی کسی پیشگوئی وغیرہ کے قائل ہیں۔ اس پر اس جانب سے عرض کیا گیا کہ اگر معاملہ ایسا ہی ہے تو پھر آریہ قوم نے اپنے دیر کی اسبات کو کیوں برداشت کر لیا۔ اور ان کی اس غلطی کا اسی وقت اظہار کیوں نہ کیا۔ ان کو چاہئے تھا کہ پنڈت جی کے اس خیال کا جوانہوں نے تحریری طور پر شائع کیا تھا۔ اچھی طرح کھنڈن کرتے۔ اسپر وہ فرمانے لگے اس امر کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہ تھی کہ اس کی تردید کی ضرورت پیش آتی۔ اس کے جواب میں عرض کیا گیا کہ وہ مذہب آریہ و اسلام کا مقابلہ تھا۔ اور ہر ایک کی طرف سے ایک ایک وکیل وکالت کر رہا تھا۔ پس اس کے یہ معنے ہیں کہ آریہ مذہب کا وکیل اپنے مذہب کی طرف سے صحیح طور پر وکالت نہ کر رہا تھا۔ جو بجائے خود اس کی شکست کے مترادف ہے۔ اور پھر قوم کا اسے برداشت کر لینا دوسری شکست ہے۔ اس پر وہ عدم فرصت کا عذر کر کے الگ ہو گئے۔ یہی گفتگو اس مضمون کی محرک ہوئی۔ سو واضح ہو کہ:۔

قیاسی پیشگوئیاں

پیشگوئیاں دو قسم کی ہوتی ہیں (۱) قیاسی یعنی جو حالات پڑھ کر کے اور ایک اندازہ لگا کر اور انسانی دماغ عقل و فکر یا تجربہ سے کام لے کر کی جاتی ہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر، حکیم رمال، نجومی، جوتشی، کاہن، پیر، پروہت، فال بین، ہاتھ دیکھنے والے اور آجکل کے آلات و مشینوں سے کام لے کر موسمی اور دیگر خبریں بتانے والے کرتے ہیں۔ ان کی بعض باتیں پوری ہو جاتی ہیں۔ اور بعض غلط نکلتی ہیں۔ اگر ان کی یہ معمولی باتیں کچھ پوری بھی ہو جائیں تو بھی ہمیں ان سے کوئی واسطہ و سروکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کا یہ دعویٰ ہی نہیں ہوتا کہ وہ خدا کی طرف سے کھڑے ہوئے ہیں۔ اور یہ علم ان کو اس کی طرف سے ملا ہے۔ اور اس کا پورا ہو جانا ان کے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہے جس کے نتیجہ میں لوگوں کو ان پر ایمان لا کر خدا کا قرب اور اس کی معرفت و رضا حاصل کرنی چاہیئے۔ اور نہ ہی وہ خود اس کو چہ سے کوئی تعلق رکھتے ہیں۔ اگر ان کی پیشگوئیاں دنیوی لحاظ سے کچھ مفید بھی ہوں تو ان کا اخروی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اور نہ وہ انسان کی نجات کا موجب ہوتی ہیں اور نہ خدا کی رضا کا باعث لہٰذا یہ خارج از بحث ہیں۔ اور ان کے ماننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

غیر قیاسی پیشگوئیاں

غیر قیاسی پیشگوئیاں وہ ہیں۔ جو کسی ارادہ اور غور و فکر و عقل یا تجربہ کا نتیجہ نہیں ہوتیں نہ وہ کسی آلہ کے ذریعہ سے دریافت ہو سکتی ہیں ان کو کوئی انسان سکھا سکتا ہے۔ نہ سیکھ سکتا ہے۔ وہ محض خدا کے الہام اور وحی رؤیا اور کشوف وغیرہ ہی کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہیں اور خدا خود جسے چاہتا ہے۔ دکھاتا۔ اور ان کی خبر دیتا ہے۔ آگے عام اولیاء صلحاء مجددین محدثین۔ غوث۔ قطب جس قسم کا علم غیب پاتے ہیں۔ اس میں اور انبیاء و رسل کی وحی و الہام اور علم غیب میں کیفیت و کمیت کے لحاظ سے بڑا فرق ہوتا ہے۔ انبیاء کی پیشگوئیاں امور غیبیہ اپنی کمیت و کیفیت کے لحاظ سے دوسروں پر فوقیت لے جاتی ہیں۔ انبیاء پر یہ چیزیں بارش کی طرح نازل ہوتی ہیں۔ اور اکثر واضح رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں۔ اس مقام تک دوسرے صلحاء کی پیشگوئیاں نہیں پہنچتیں نہ ان کو وہ کثرت حاصل ہوتی ہے نہ ان میں اس قدر صفائی ہوتی ہے۔ جو انبیاء کی پیشگوئیوں میں خدا رکھ دیتا ہے۔ علاوہ ازیں انبیاء کی پیشگوئیوں میں ایسے امور بھی ہوتے ہیں۔ جن کا تعلق قوموں و ملکوں کے انقلاب کے ساتھ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں انبیاء کی وحی و الہام و امور غیبیہ و پیشگوئیوں کے ساتھ ایک غیر معمولی دعویٰ ہوتا ہے۔ وہ باہر نکل کر دنیا کو ہدایت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اور اپنی سچائی اور اپنے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت وہ ان پیشگوئیوں کو پیش کرتے ہیں۔ اور گو ان کی پیشگوئیوں میں بھی ایک حد تک اخفا کا پہلو مد نظر ہوتا ہے۔ مگر وہ اپنی چمک کی وجہ سے دنیا کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہیں۔ اور خفاش صفت لوگوں کی آنکھیں ان کو دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتیں۔

انذاری اور تبشیری پیشگوئیاں

انبیاء کی پیشگوئیاں جو کہ غیر قیاسی ہوتی ہیں اور محض اللہ تعالیٰ کے اعلام کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہیں۔ اور اپنے اندر ہدایت کے بڑے بڑے سامان رکھتی ہیں۔ آگے پھر دو قسم کی ہوتی ہیں:۔

(۱) انذاری (۲) تبشیری۔ کیونکہ دنیا میں دو ہی گروہ ہوتے ہیں۔ اول انبیاء کو ماننے والے دوسرے ان کے منکر۔

انذاری پیشگوئیاں صرف نہ ماننے والوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں ان کے لئے پے در پے عذاب۔ زوال اور تباہی اور مغلوبیت کی خبریں ہوتی ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً ظاہر ہو کر ان کو نیست و نابود کر دیتی اور نبیوں کے خدا کی طرف سے ہونے کا قطعی ثبوت پیش کرتی ہیں۔

تبشیری پیشگوئیاں وہ ہوتی ہیں جن کا تعلق صرف اس کے ماننے والوں سے ہوتا ہے۔ ان میں ان کی ترقیات، غلبہ اور فتوحات کا ذکر ہوتا ہے۔ وہ بھی آخر کار ظاہر ہو کر ان کی صداقت کو ثابت کر دیتی ہیں۔ ان میں ایسی پیشگوئیاں بھی ہوتی ہیں جن کے پورے ہونے میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل نہیں ہوتا۔ اور ایسی بھی جو ان کی وفات کے بعد پوری ہوتی ہیں۔ بلکہ ان کی ذات کو ان سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

انذاری و تبشیری پیشگوئیوں کا یہ سلسلہ متوازی چلتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ رحمٰن کی فتح اور شیطان کی شکست نمایاں طور پر سامنے آجاتی ہے۔ اور یہ متوازی سلسلہ اس قدر لمبا ہوتا ہے اور ایسی اہم عظیم و الشان انفرادی و اجتماعی پیشگوئیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ کہ کسی انسان کی مقدرت و طاقت نہیں ہوتی۔ کہ اپنے پاس سے ایسی خبریں متواتر بنا بنا کر لوگوں کو سناتا چلا جائے۔ اور پھر وہ برابر پوری بھی ہوتی رہیں اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں سوائے خدا کے انبیاء اور اس کے اوتاروں کے کسی اور جگہ ملنی ناممکن ہے۔ چونکہ وہ خدا کی طرف سے آتے ہیں اور دنیا کو اس کی طرف دعوت دیتے اور اس کے ساتھ تعلق پیدا کرا دینے کی ذمہ داری اپنے سر پر لیتے ہیں۔ اور یہ پیشگوئیاں جو غیر قیاسی ہوتی ہیں۔ چونکہ ان کی صداقت کا بہترین ثبوت ہیں۔ اور انہیں خدا کے سوا کوئی ظاہر نہیں کر سکتا اس لئے ان کے پورا ہونے پر انسان کو مجبوراً ان کی طرف جھکنا پڑتا ہے وہ کسی حال میں بھی ان کی طرف سے غفلت نہیں برت سکتا کیونکہ اس میں سراسر اس کا نقصان ہے۔ جو شخص یہ کہہ کر کہ پیشگوئیوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ نہ وہ صداقت کا معیار ہو سکتی ہیں۔ ان سے بے تعلقی اور لاپرواہی کا اظہار کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو ایک عظیم الشان صداقت سے محروم کر کے خدا تعالیٰ کے قرب سے دور پھینکتا اور اپنے آپ کو اس کے غضب کا مورد بنا کر جہنم میں گراتا ہے۔ دنیا کے لاکھوں کروڑوں بلکہ اربوں انسانوں نے انبیاء کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتا دیکھ کر اور ان کو خارق عادت نشان و معجزہ سمجھ کر صداقت کو قبول کیا اور خدا کے قرب اور اس کی ابدی رضوان کے وارث بنے۔ پس صداقت کے ایسے عظیم الشان معیار کو محض خیالی، ظنی اور وہمی باتوں کی وجہ سے رد کر دینا بڑے خسران کا موجب ہے۔ بلکہ چاہیئے کہ ان پر غور و فکر کر کے ان کے ذریعہ سے صداقت اور حق کو شناخت اور قبول کر کے خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

درخواستہائے دعا

۱۔ میرے عزیز ڈاکٹر محمد احمد صاحب بحالت بیماری تبدیل ہو کر اور بحالی صحت کے لئے افریقہ (کنبالہ) گئے ہوئے ہیں۔ ان کی مکمل صحت اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ڈاکٹر صاحب عیال دار ہیں۔ اور چھوٹے چھوٹے بچے عدن میں چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پھر انہیں کام کرنے کے قابل بنا دے

۲۔ میری دو بچیوں کا عنقریب ربوہ میں رخصتانہ ہونے والا ہے۔ احباب دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اس تقریب کو بہت بابرکت کرے اور ثمر دار بنائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کا موجب ہو۔

خاکسار دعاجو، محمد الدین درویش قادیان

۳۔ مکرم سید حسین شاہ صاحب برادر سید نذیر حسین صاحب مرحوم کئی ایک بیماریوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہیں احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

۴۔ میرے بھائی ملک عصمت اللہ خان صاحب ایلی تک میو ہسپتال لاہور میں داخل ہیں دماغ پر بیماری کا شدید اثر ہے۔ احباب صحت عاجلہ کاملہ کیلئے دعا فرمائیں۔ (ملک صلاح الدین قادیان)

۵۔ مکرم عبد المجید خاں صاحب کٹک سے اپنے بچے کے امتحان آئی۔ سی۔ ایس میں کامیابی کیلئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

حضرت عرفانی صاحب کی علالت

حضرت عرفانی صاحب کی شخصیت جماعت میں تعریف کی محتاج نہیں مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیری لکھتے ہیں کہ ۱۷ فروری کو حضرت عرفانی صاحب شدید نازک گھڑیوں سے گذر رہے تھے وصیت بھی لکھوا دی تھی۔ گو اب تکلیف میں کمی ہے لیکن صحت کی منزل بخوشی سے گذر رہی ہے۔ مکرم یوسف الدین صاحب اور بمبئی سے آکر مکرم عرفانی صاحب عرفانی خدمت میں مصروف ہیں احباب ان کی نہایت مفید وجود کی صحت عاجلہ کاملہ کیلئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ مکرم مولوی محمد علی صاحب ... مبلغ اندونیشیا بھی ابھی تک لاہور میں بیمار ہیں صاحب [illegible]

"کنواری مائیں"

از مکرم خورشید احمد صاحب پربھاکر نزیل سشاہجہانپور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود دنیا کی تینوں بڑی اقوام یہود۔ نصاریٰ اور مسلمانوں میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ آپ کی پیدائش بن باپ ہوئی تھی۔ یہود نے اپنے بغض و عناد سے آپ کی پیدائش پر الزام لگا کر آپ کو راندۂ درگاہ تصور کر لیا۔ نصاریٰ نے آپ کو خدائے حیّ و قیوم کا بیٹا کہہ کر اس کی الوہیت میں حصہ دار ٹھہرایا۔ البتہ جمہور مسلمانوں نے قرآن مجید کی پاک تعلیم پر آپ کو پاکباز نبی تسلیم کیا۔ مسلمانوں کے سیاسی زوال کے ساتھ ساتھ ان کے ذوق تحقیقات و انکشافات پر زوال آگیا۔ اور مغربی طرف اہل یورپ نے سائنس کے میدان میں ترقی کی۔ تو پادری صاحبان نے حضرت مسیح علیہ السلام کی بن باپ پیدائش کو سائنس کے نظریات سے الگ بتا کر مسلمانوں کے عقائد سے بہت فائدہ اٹھایا۔ ہزاروں بے خبر مسلمان کافی تعداد میں عیسائیت کا شکار ہو گئے۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کو ان کی عجیب پیدائش کی بنا پر خدائی کا حصہ دار ماننے لگ گئے۔

یہ ایسا زمانہ تھا۔ کہ اسلامی نظریات کو سائنس کے خلاف کہا اور سمجھا جاتا تھا۔ بسا اوقات خود مسلمان کہلانے والے بھی کہہ دیا کرتے تھے۔ کہ مذہب کو عقل سے کیا واسطہ؟ مذہب اپنی جگہ پر ہے۔ اور عقل و سائنس اپنی جگہ پر ہیں۔ پادری صاحبان کی طرف سے حضرت مسیح علیہ السلام کی بن باپ پیدائش کو معجزہ کہہ کر دیگر انبیاء علیہم السلام پر آپ کو فضیلت دی گئی اور ترقی کرتے کرتے آپ کو خداوند تعالیٰ کے دہنے ہاتھ بٹھا دیا گیا۔ لیکن سائنس نے اور ترقی کی۔ اور آج وہ زمانہ آگیا۔ جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش میں کوئی اعجوبہ نیا قدرت تسلیم نہیں کی جا رہی۔ اور اسے ایک عام پیدائش ثابت کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید نے آج سے چودہ سو برس پہلے حقیقی سائنس کے اصلی نظریہ کو نہایت واضح رنگ میں پیش کر دیا تھا۔ تبھی تو ایک مسلمان عالم فخر سے کہتا ہے کہ سائنس قرآن پاک کے نظریات کے ماتحت ہے۔

عام طور پر بچہ کی پیدائش مرد اور عورت دونوں کے نطفہ سے ہوتی ہے۔ لیکن بغیر مرد کے صرف عورت سے ہی بچہ کا پیدا ہونا بھی قانون قدرت میں داخل ہے۔ ایسی پیدائش کوئی اعجوبہ یا معجزہ نہیں۔ بلکہ سنت اللہ میں داخل ہے۔ اس نظریہ کو اب سائنس نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔ چنانچہ

"لنڈن کے ایک میڈیکل جرنل" لینسٹ" میں یونیورسٹی کالج لنڈن کی ایک لیکچرر ڈاکٹر ہیلن نے یہ انکشاف کیا ہے۔ کہ ان ملک میں اس وقت دس یا اس سے زیادہ ایسی کنواری مائیں "موجود ہیں جو غیر شادی شدہ ہیں۔ اور جن کا کسی مرد کے ساتھ کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور بالکل معصوم" ہیں۔ اور اپنے حاملہ ہونے پر حیران رہ گئی ہوں گی۔ ڈاکٹر ہیلن نے لکھا ہے کہ وہ

" ان کی تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ بچہ کی پیدائش کے لئے مرد سے تعلقات ضروری نہیں۔ بعض عورتیں ایسے حمل کے بغیر بھی بچہ پیدا کر سکتی ہیں۔ لیکن ایسی عورتیں سولہ لاکھ میں سے ایک ہو سکتی ہے"!

(اخبار سیاست صلے مورخہ ۱۹؍ نومبر ۱۹۵۵ء جلد ۷ نمبر ۱۲۳۔ بعنوان" کنواری مائیں ")

عیسائیت کے سنگ بنیاد حضرت مسیح علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش کو انہی کے ہاں کی جدید تحقیق نے رد کر دیا۔ بلکہ ایسی پیدائش کو قانون قدرت میں داخل قرار دیا۔ آخر کار قرآن پاک کے بیان فرمودہ نظریہ کی جیت ہوئی۔ قرآن پاک نے حضرت مریم صدیقہ میں مرد و عورت دونوں قسم کی منی امتزاج کا موجود ہونا بیان فرمایا ہے۔ سائنس نے تو آج عورت میں دونوں قسم کی امتزاج منی کا انکشاف کیا ہے۔ لیکن اس زمانہ میں حضرت مریم صدیقہ کی پاکدامنی کو کون ثابت کرتا۔ جبکہ زمین کو گول کہنے والے سائنس دانوں کو آگ میں جلائے جانے کا فتوے دینے والے مفتیان شرع موجود تھے؟

حضرت مریم صدیقہ کی پاکدامنی اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی پیدائش کو قانون قدرت کے مطابق ثابت کرنے کے لئے خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پ۱۷ الانبیاء ع۶)

وہ عورت جس نے اپنی فرج کو مرد سے محفوظ رکھا۔ ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی۔ اس عورت (حضرت مریم صدیقہ) اور اس کے بیٹے (حضرت عیسےٰ علیہ السلام) کو ہم نے دنیا کے لئے ایک نشان بنایا

اس آیت شریفہ میں حضرت مریم صدیقہ کے لئے مؤنث ضمیر فیھا کا استعمال ہوا ہے جس سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ حضرت مریم صدیقہ میں پورے پورے قویٰ نسوانی موجود تھے۔ چونکہ پیدائش کا ذکر ہے۔ لہٰذا فیھا کی ضمیر سے ان قویٰ نسوانی کو جو پیدائش سے تعلق رکھتے ہیں۔ نمایاں طور پر ظاہر کیا گیا ہے۔

دوسرے مقام پر حضرت مریم صدیقہ میں قوت مردمی کا موجود ہونا بیان فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ سائنس دانوں کا بیان فرماتا ہے۔ کہ:۔

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ (التحریم ع۲)

یعنی حضرت مریم صدیقہ جو عمران کی بیٹی تھیں انہوں نے اپنی فرج کو محفوظ کیا۔ ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی۔ وہ صابر و شاکر تھیں۔ اور خدائی کلمات اور الٰہی کتب کو سچا جانتی تھیں۔

اس آیت کریمہ میں حضرت مریم صدیقہ کے لئے بجائے مؤنث ضمیر کے مذکر ضمیر فیہ کا استعمال کیا گیا ہے۔ ذکر پیدائش کا ہے۔ اس لئے فیہ کا استعمال صرف اسی لئے کیا گیا ہے تاکہ ثابت کیا جاسکے۔ کہ حضرت مریم صدیقہ میں قوت مردمی بھی موجود تھی۔ پہلی آیت میں فیھا مؤنث ضمیر ہے۔ دوسری میں فیہ مذکر ضمیر ہے۔ اور یہ ہر دو خطاب ایک ہی وجود حضرت مریم صدیقہ کے لئے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت مریم صدیقہ میں عورت و مرد دونوں قسم کے قویٰ منی کا امتزاج تھا۔ یہی چیز سائنس دانوں نے اپنے تجربات سے ثابت کی ہے۔

پس حضرت مریم صدیقہ رضی اللہ عنہا ان لاکھوں عورتوں میں سے ایک ہیں۔ جن میں عورت و مرد کے ملے جلے قویٰ موجود ہوتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش برحق اور قانون قدرت کے ماتحت ہوئی ہے۔ بن باپ پیدائش ان کی الوہیت کی دلیل نہیں۔ پادری صاحبان کا اس وجہ سے آپ کو خدا ٹھہرانا قانون قدرت (سائنس) اور مذہبی معتقدات کی رو سے باطل ہے۔ یہود کا خدا تعالیٰ کے پاک انسان پر گندے الزام لگانا سائنس سے ناواقفی یا محض تعصب پر مبنی ہے۔ مسلمانوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ پیدائش کے باعث گھبرا کر ان کو دیگر انبیاء علیہم السلام پر فوقیت دینا اور بہتوں کا تردد میں پڑنا قرآن پاک کی تعلیم سے ناواقفی ہے۔ سائنس کے اصول ہمیشہ قرآنی نظریات کے ماتحت رہیں گے۔ ہمارا ایمان ہے کہ جیسے جیسے سائنس ترقی کرتی چلی جائے گی جیسے ویسے قرآنی صداقتیں کھلتی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں میں ایسے لوگ پیدا کرے۔ جو قرآنی تعلیمات اور قرآنی اصولوں کی برتری دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔ تا قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح آج بھی اللہ کی اولاد علمی و عملی میدان میں دنیا والوں سے گوئے سبقت لے جائے۔ (آمین)

* دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا (بقیہ صفحہ ...)

کا بول بالا اپنے بزرگ صحابہ کی طرح ہم بھی کرنے والے نہیں۔ حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

" نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ آگے آئیں۔ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور اسلام کی خدمت کریں تاکہ ان کو بھی یہ دن دیکھنا نصیب ہو کہ ان کے ذریعہ سے ملکوں کے ملک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں اور اسلام کا جھنڈا وہاں گاڑ دیا جائے اور یہ معمولی بات نہیں یہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی اور بڑی خوشی کی بات ہے"۔ (خطبہ جمعہ شائع شدہ الفضل مورخہ ۸؍ فروری ۱۹۵۶ء)

دوستو! بے شک یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہو کر رہے گا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے" مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَتْرُكَكَ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ" (تذکرہ صلّٰ۳) یعنی خدا تعالیٰ آپ کو اس وقت تک بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا جب تک کہ وہ نیکی اور بدی میں امتیاز نہ کر دے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور ہمیں یقین ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کی ہرگز خلاف ورزی نہیں کرتا۔ اس لئے اسلام اور احمدیت کی ترقی اور غلبہ دلّو اور دلّو جاہ کے مطابق یقینی ہے لیکن

اس ترقی اور غلبہ کا لطف تب آئے گا کہ ہم نوجوانوں کا بھی اس میں حصہ وافر ہو۔ تا ہم اپنے اقرار اور عہد کو پورا کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہوں۔

میرے نوجوان بھائیو! اٹھو اور اپنے پیارے آقا اور امام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس کے دین کے لئے وقف کر دو اور دنیا کو اپنے نیک عمل سے یہ بتا دو کہ چودہ سو سال کے بعد اسلام کی خاطر ہمارے بزرگ صحابہؓ نے جو جو قربانیاں کی تھیں آج ہم بھی کر سکتے ہیں۔ پھر پیغام حق اور دین اسلام کی اشاعت کے لئے دنیاوی لذات اور خواہشات کو ثانوی مرتبہ دیتے ہوئے اپنی جان و مال۔ عزت اور وقت الغرض ہر چیز کو قربان کر دو۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

" اب وقت آگیا ہے کہ جماعت اپنے زبانی دعوؤں اور الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے اور جماعت کے تمام دوست چاہیے وہ کسی شعبہ میں کام کرتے ہوں اپنے تن من دھن سے اسلام کی تقویت کے لئے زور لگانا شروع کر دیں"۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو صحیح رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ دین اسلام کے غلبہ اور ترقی میں ہمارا بھی حصہ ہو تا ہم خدا تعالیٰ کے حضور سرخروئی کے ساتھ بری الذمہ ہوں۔ آمین۔ وَمَا تَوْفِيْقُنَا اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ

"میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"

از مکرم شیخ نذیر احمد صاحب مبشر حیدر آبادی متعلم جامعۃ المبشرین ربوہ

عنوان کی اہمیت

چودھویں صدی کے آغاز پر جبکہ تمام اسلامی اور غیر اسلامی دنیا میں اس زمانہ کے مامور اور مصلح ربانی کی بڑی شدت کے ساتھ انتظار کی جا رہی تھی زمینی اور آسمانی نشانات زبانِ حال سے پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ مسیح موعود اور مہدی معہود آ چکا ہے۔ جس کی مدتوں سے دنیا منتظر تھی۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے "آفتاب آمد دلیل آفتاب" کا مصداق بنتے ہوئے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اس زمانہ کا مامور اور مصلح ربانی ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ اور تمام دنیا کو یہ دعوت دی کہ وہ آپ کے ساتھ مل کر دینِ اسلام کی احیاء اور تجدید کریں اور آپ تمام بنی نوع انسان کو شریعت محمدی پر کاربند ہونے میں ان کی راہنمائی کریں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کو وابستہ کرنے کا موجب بنیں۔ چنانچہ بہت سے لوگ اس عظیم الشان مقصد کو پورا کرنے کے لئے آپ کی جماعت میں داخل ہوئے اور اب خدا کے فضل سے لاکھوں کی تعداد میں آپ کی جماعت دنیا کے مختلف اکناف میں موجود ہے۔

ہر شخص آپ کی جماعت میں داخل ہوتے وقت اور بہت سی باتوں کا عہد کرتا ہے وہاں یہ بھی اقرار کرتا ہے کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" کیونکہ انسان طبعاً نفسانی خواہشات کے ماتحت ہو کر دنیاوی معاملات اور لذات میں اس قدر الجھ جاتا ہے کہ دین کو اولیت حاصل نہیں رہتی۔ حالانکہ دین ہی خدا تعالیٰ سے وابستگی اور تعلق پیدا کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے اور یہی انسانی زندگی کا مقصد ہے۔

مگر انسان اپنی پیدائش کی غرض کو نظر انداز کرتا ہوا خالق حقیقی کے پیش کردہ پروگرام کو پس پشت ڈالتا ہے۔ اور دنیا کی عارضی نعماء مال و دولت راحت و آرام۔ عزت و شہرت کے حصول میں عمر نا پائیدار کے قیمتی وقت کا خون کرتا ہے۔ اور دین کے فرائض و احکامات کی طرف قطعاً توجہ نہیں دیتا۔ مگر جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کی قربانیاں اور دینی خدمت بے مثال ہیں وہ دین کی خاطر اپنی جان۔ مال۔ عزت اور وقت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہتے۔ اور خدمتِ دین کا جذبہ ان کے اندر اس قدر بھرا ہوا تھا کہ آج عقلِ انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔

دین کی خدمت کا بہترین جذبہ

تاریخ اسلام میں یہ واقعہ مشہور ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی شہید ہوئے تو ان کے بیٹے ایک روز سر جھکائے ہوئے افسردہ ایک جگہ سے گذر رہے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ شہید ہو گئے ہیں۔ پیچھے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان کے خیال سے میں متفکر ہوں۔ تب آپ نے فرمایا کیا تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے باپ سے اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کیا ہے۔ اگر تمہیں علم ہوتا۔ تو تم اس طرح افسردہ نہ ہوتے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ کی روح کو اپنے سامنے حاضر کیا اور کہا کہ جو کچھ تم چاہتے ہو مجھ سے مانگو میں تمہاری خواہش پوری کروں گا۔ انہوں نے کہا خدایا میری صرف اتنی خواہش ہے کہ مجھے دوبارہ زندہ کر کے دنیا میں بھیجا جائے تا کہ میں پھر اسلام کی خدمت کرتا ہوا مارا جاؤں۔ پھر مجھے زندہ کیا جائے اور پھر میں مارا جاؤں اور پھر مجھے زندہ کیا جائے اور پھر میں مارا جاؤں میری تو یہی خواہش ہے کہ میں بار بار زندہ کیا جاؤں اور بار بار اسلام کی خاطر جان دوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری ذات کی قسم ہے اگر میں نے یہ عہد نہ کیا ہوتا کہ میں کسی انسان کو دوبارہ دنیا میں واپس نہیں بھیجوں گا تو میں تیری اس خواہش کو ضرور پورا کرتا۔

دیکھیں کس طرح ان کے دل میں اسلام کی خدمت کا جذبہ موجزن تھا۔ نہ صرف یہ کہ مرد قربانی کرتے تھے بلکہ عورتیں اور بچے بھی اپنی جانوں کو خدا تعالیٰ کے دین کی راہ میں دیوانہ وار قربان کرنے پر قطعاً دریغ نہ کرتے۔ چنانچہ

ایک عورت اور اسکے بچوں کی جانی قربانی کا بے نظیر نمونہ

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب عراق میں قادسیہ کے مقام پر جنگ ہو رہی تھی۔ تو ایک عورت حضرت خنساءؓ اپنے چار بیٹوں کو لے کر میدانِ جنگ میں آئیں۔ اور ان کو مخاطب کر کے کہا کہ پیارے بیٹو! تم نے چونکہ اسلام کسی کے جبر کرنے پر اختیار نہیں کیا اس لئے اب اس کی راہ میں قربانی کرنا تم پر فرض ہے۔ خدا کی قسم میں نے نہ تمہارے باپ سے کبھی خیانت کی اور نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا۔ یہ دنیا چند روزہ ہے اور اس میں جو آیا وہ ایک نہ ایک دن مرے گا۔ لیکن خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو خدا تعالیٰ کی راہ میں جان دینے کا موقعہ میسر آئے اس لئے میرے پیارے بیٹو! صبح اٹھ کر لڑنے کے لئے میدان میں نکلو اور آخری لمحہ تک لڑو۔ کامیابی کے ساتھ واپس لوٹو ورنہ شہادت کا مرتبہ حاصل کرو۔

ان سعادت مند بیٹوں نے اپنی بوڑھی ماں کی نصیحت کو پورے ہوش کے ساتھ سنا۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو سب نے بیک وقت گھوڑوں کی باگیں تھام لیں اور نہایت حمیت اور جوش کے ساتھ رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے کفار پر ٹوٹ پڑے۔ اور چاروں نے جام شہادت نوش کیا۔ جب دلاور ماں نے بیٹوں کی شہادت کی خبر سنی تو جزع فزع کی بجائے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے اس کے جگر پاروں کو قربانی کا موقعہ عطا فرمایا۔ (اسد الغابہ جلد ۵ صفحہ ۴۴۲)

دین کے لئے مال کی قربانی

اسی طرح دین اسلام کو جب مال کی ضرورت ہوتی تو صحابہ کرامؓ خواہ وہ امیر ہوں یا غریب ہر ایک اپنی مقدرت اور حیثیت سے بڑھ کر قربانی کرتے تھے حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے آپ بہت بڑے مالدار تاجر تھے۔ لیکن آپ کو دولت سے بالکل پیار نہ تھا بلکہ اسے خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے میں انتہاء درجہ کی خوشی محسوس کرتے تھے۔ چنانچہ ایک جنگ کے موقعہ پر جہاد کے لئے گھوڑوں اور اونٹوں کی ضرورت تھی۔ تو آپ نے پانچ سو گھوڑے اور پانچ سو اونٹ خرید کر پیش کئے۔ ایسا ہی دو مرتبہ آپ نے یکمشت چالیس چالیس ہزار دینار دین کی خاطر دیئے۔ اور وفات کے وقت پچاس ہزار دینار اور ایک ہزار گھوڑے خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کرنے کی وصیت فرمائی۔ اسی طرح حضرت ابوبکرؓ جیسے جلیل القدر صحابی نے خدا تعالیٰ کی راہ میں مال کی تحریک پر اپنا تمام مال پیش کر دیا۔ حتیٰ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دریافت فرمایا کہ گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ گھر میں صرف خدا اور اس کے رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں۔

غرباء کا جذبۂ دین

صرف یہی نہیں کہ امراء اور مال و دولت والے ہی قربانیاں کرتے تھے بلکہ غرباء بھی جو کچھ ان کے پاس ہوتا دین کی خاطر قربانی کرنے میں پس و پیش نہ کرتے۔ چنانچہ حضرت خبابؓ جیسے غریب اور کم حیثیت کے صحابی نے دین کے بارہ میں مالی قربانی کا جو نمونہ دکھایا ہے اسے ہم ہرگز نظر انداز نہیں کر سکتے۔ وہ یہ ہے کہ عاص بن وائل ایک مشرک کے ذمہ قرض تھا۔ آپ نے اسلام قبول کرنے کے بعد جب اس سے مطالبہ کیا تو اس نے کہا کہ جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کا علی الاعلان انکار نہ کرو گے میں یہ روپیہ ہرگز ادا نہ کروں گا۔ اس پر آپ نے جواب دیا کہ روپیہ ملے یا نہ ملے لیکن یہ قیامت تک ممکن نہیں۔ میں ایک معمولی سے دنیوی فائدہ کے لئے نبوت و رسالت سے انکار کر دوں۔ (بخاری کتاب المستقیم)

آج دنیا پیسے اور دولت کی خاطر کیا کچھ نہیں کرتی۔ لیکن ایک غریب صحابی جس کی پونجی صرف دین کی خاطر ہاتھ سے جاتی ہے مگر وہ قطعاً اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہ ہے حقیقی دین کا جذبہ جو ہمیں اپنے اندر پیدا کرنا چاہیئے۔

عزت کی قربانی

صحابہ کرامؓ جہاں [illegible] جان کی قربانیاں کرتے تھے وہاں وہ اپنی عزتوں کو قربان کرنے میں کبھی نہ ہچکچاتے تھے۔ چنانچہ

حضرت سعدؓ بن معاذ جو اپنے قبیلہ کے مایہ ناز سردار تھے۔ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو قبیلہ کے لوگوں کو بھی اس کی اطلاع ہو گئی۔ اس زمانہ کے لحاظ سے قبیلہ کے لوگ اپنے سردار کے مسلمان ہونے پر اس کو تنگ کرتے اذیتیں پہنچاتے اور بے عزت کرتے۔ اس کے باوجود حضرت سعدؓ صرف اسلام کا پیغام پہنچانے کی خاطر اپنی عزت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے قبیلہ میں گئے۔ اور ان سے پوچھا کہ میں تم میں کس درجہ کا آدمی ہوں۔ لوگوں نے کہا آپ سردار ہیں۔ لیکن آپ نے کہا اے لوگو! جب تک تم سب اسلام قبول نہ کر لو گے میں تم سے بات کرنا بھی پسند نہ کروں گا۔ اس پر شام ہونے سے پہلے تمام قبیلہ کے لوگ مسلمان ہو گئے۔

دیکھیں! اب یہ آپ کا ذاتی اثر و رسوخ تھا جس کی وجہ سے انہوں نے آپ کو تکلیف نہ پہنچائی لیکن خطرہ ضرور تھا کہ آپ کو بے عزت کیا جاتا۔ مگر آپ نے دین کی خاطر اپنی عزت و جاہ و جلال کی بالکل پرواہ نہ کی۔

احمدی نوجوانوں کی ذمہ داریاں

پس میں مذکورہ بالا واقعات اور اپنے بزرگ صحابہ کرامؓ کے بے نظیر اور قابل تقلید نمونہ کو پیش کرتے ہوئے اپنے احمدی نوجوانوں کو خصوصیت سے ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ہم نے جماعت احمدیہ میں داخل ہوتے وقت یہ عہد کیا تھا کہ "دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے" اور آج ہمارے آقا اور پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز وقت کی نزاکت اور ضرورت کے مطابق جانی اور مالی قربانیوں کی تحریک فرما رہے ہیں۔ تا کہ اسلام اور احمدیت کی حقانیت دنیا پر ہمارے ذریعہ ثابت ہو اور ہم بھی وہ نوجوان ہوں جو سچی ظلمت کدوں میں تین خداؤں کی جگہ خدائے واحد لا شریک کا کلمہ بلند کریں اور اسلام زندہ تر کریں۔*

تحریک جدید کے ذریعہ اسلام کا روشن مستقبل

اقتباسات از خطبات حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمایا۔ ۱۹۱۵ء میں جب قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ پہلا پارہ شائع کیا گیا۔ تو اُسے ایک انگریز پرنسپل فورمن کالج لاہور نے پڑھا۔ اور پھر وہ اپنے دو ساتھیوں دسیکرٹری و جنرل سیکرٹری ینگ مین کرسچن ایسوسی ایشن فورمن کالج) کے ہمراہ قادیان بھی آیا۔ اور مجھے بھی ملا تھا۔ واپسی پر سیلون پہونچ کر اُس نے ایک تقریر کی جس کا کٹنگ وہاں کے ایک احمدی دوست نے مجھے بھی بھیجا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ

"عیسائیت کے لئے اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ اس کو اسلام کے ساتھ آخری جنگ لڑنا پڑے گی۔ مگر یہ جنگ امریکہ میں نہیں۔ انگلینڈ میں نہیں کسی اور جگہ نہیں۔ بلکہ ایک چھوٹے سے قصبہ قادیان میں لڑی جائے گی"۔

اب اس بات کو چالیس سال کا زمانہ گذر رہا ہے۔ جبکہ ہماری طاقت بہت ہی کم تھی۔ اور آواز بھی محدود تھی اور تحریک جدید کا نام بھی نہیں تھا۔ اور تم تھوڑے تھے۔ پھر جب اللہ تعالےٰ نے تمہیں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے باہر نکلنے کی توفیق عطا فرمائی۔ تو اب تم نے دنیا سے منوالیا ہے کہ تم اسلام کی عزت رکھنے والی قوم ہو۔ اور اب جبکہ میری طرف سے قرآن مجید کا انگریزی دیباچہ شائع ہوا ہے۔ تو اس سے خدا تعالےٰ کے فضل سے بڑے بڑے عالموں اور مورخوں میں ایک تہلکہ مچ گیا ہے۔ اور یورپ کے چوٹی کے مورخوں میں سے گبن کے ہم پایہ مسٹر ٹائن بی کو بھی برملا طور پر کہنا پڑا ہے کہ:۔

"اب اسلام کے ساتھ عیسائیت کی آخری ٹکر یقیناً ہو کر رہے گی۔ جو اسلام کے کسی اور فرقہ کے ساتھ نہیں ہوگی۔ بلکہ جماعت احمدیہ کے ساتھ ہوگی۔"

میں سمجھتا ہوں کہ اب خدا تعالےٰ کے فضل سے ہماری تبلیغ ایسے مقام پر پہنچ گئی ہے اور مشن ایسی طرز پر قائم ہو چکے ہیں کہ اگر اسی طرز کے چند اور مشن قائم کر دیئے جاویں۔ تو ہم اب اپنی آواز ایک تھا وقت میں ساری دنیا میں بلند کر سکیں گے۔ جس کے نتیجہ میں انشاء اللہ ساری دنیا میں ایک شور برپا ہو جائے گا۔ اور دنیا کو اسلام کی طرف توجہ کرنی پڑے گی۔

اب ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ موجودہ مشنوں کو قائم رکھا جائے۔ اور چھ سات اور مشن قائم کر دیئے جائیں۔ مساجد بنوائی جائیں۔ اور لٹریچر بکثرت شائع کیا جاوے۔ یہ ساری چیزیں ایسی ہیں کہ دنیا کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ اب اسلام سنجیدگی کے ساتھ دنیا میں عیسائیت کا پورے سازو سامان کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ اسلام کی آواز بلند کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ اور انہیں ایک فعال جماعت عطا کی گئی جس نے اللہ تعالےٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے امریکہ میں۔ انگلستان میں۔ جرمنی۔ اٹلی۔ فرانس۔ سپین۔ سوئٹزرلینڈ۔ مشرقی و مغربی افریقہ کے وسیع و عریض براعظم میں اور ادھر آسٹریلیا اور ایشیاء کے متعدد مقامات پر اسلام کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ اور مستقل سنٹر قائم کر دیئے ہیں۔ اگر خدا تعالےٰ پر توکل کرتے ہوئے تم اسی طرح کام کرتے چلے جاؤ۔ تو تم یکدم ساری دنیا میں اسلام کی آواز بلند کر سکتے ہو۔ اور یکدم عیسائیت پر ایسا زبردست حملہ کر سکتے ہو جس کو وہ روک نہیں سکے گی۔ بلکہ اب انشاء اللہ اُسے پسپا ہونا پڑے گا۔ اب عیسائیت اسلام سے کانپنے لگی ہے۔ تھرتھرانے لگی ہے۔ اور سمجھ چکی ہے کہ اب میرا مذہبی مقام مجھ سے ہمیشہ کے لئے چھن جائے گا۔ اور اس مقام پر اب ہمیشہ کے لئے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبضہ ہو جائے گا۔ دوستو۔ اسلام کی فتح یقینی ہے۔ مقدر ہو چکی ہے جو ہو کر رہے گی۔ ایسے وقت میں بجائے پورے طور پر مستعدی کے ساتھ بھرپور وار کرنے کے تم سست رفتار ہو جاؤ۔ اور تھک کر بیٹھنے لگ جاؤ۔ اور کہو کہ ہم اپنی مونچھیں نیچی کر لیتے ہیں۔ اگر تمہاری حالت ایسی ہو جائے۔ تو یہ کتنی شرمناک بات ہوگی۔ کتنی افسوسناک اور کتنی تکلیف دہ حالت اسلام کے لئے ہوگی۔ حالانکہ یہی وقت آیا ہے قربانیاں پیش کرنے کا۔ آگے بڑھنے کا۔ اور بڑھ کر غالب آجانے کا۔ اب میدان تمہارے ہاتھ آنے والا ہے۔ مگر تم میں سے کئی ہیں۔ جو پیچھے ہٹنا چاہتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو اس قسم کی عزت۔ اس قسم کی برکت و رحمت اور اس قسم کی خدا تعالےٰ کی قربت کے مواقع ہمیشہ نہیں آیا کرتے۔ یقیناً خوش قسمت ہوتی ہیں وہ قومیں جن کو اس قسم کے مواقع میسر آتے ہیں۔ اور وہ ان سے پورے طور پر مستفید ہوتی ہیں۔ تم استقلال کے ساتھ۔ ہمت کے ساتھ اور پورے اخلاص اور جوش کے ساتھ اسلام کی خدمت کے لئے کمربستہ ہو جاؤ۔ اپنے وعدوں کو پورا کرو۔ اپنی بیعت پر قائم رہو۔ تو اللہ تعالےٰ نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ تم ہی مظفر و منصور کئے جاؤ گے۔ اور تم ہی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی وراثت کے وارث بنائے جاؤ گے۔

تم تو چند پیسے دینے پر ہچکچاتے ہو۔ مگر خدا کی قسم۔ اگر اس راہ میں اپنی اولادوں اور اپنی بیویوں کو بھی اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنا پڑے۔ تو یہ سودا پھر بھی سستا ہے۔ پس تم بجائے پیچھے ہٹنے کے آگے بڑھو۔ آگے بڑھو۔ اور بڑھتے ہی چلے جاؤ۔ اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھو۔ اور اپنی قربانیوں۔ اپنے عزائم اور ارادوں کی قوت سے دنیا پر ثابت کر دو۔ کہ اسلام کی آج کی نسل بھی اسلام کی پہلی نسل سے پیچھے نہیں ہے بلکہ آگے ہے۔ اور جب تم یہ مقام حاصل کر لو گے۔ ہر قسم کی روکاوٹوں۔ دقتوں۔ پریشانیوں اور مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کر لو گے۔ اور ثابت قدم نکلو گے۔ تو اس کے بعد وہی وقت آئے گا جو تمہاری کامیابی فتح اور نصرت اپنی کا دن ہوگا۔ اس موقعہ پر تم اللہ تعالےٰ کے فرشتے اتریں گے اور کہیں گے۔ کہ بس ہم نے تمہارا دل جتنا دیکھنا تھا دیکھ لیا۔ اور جتنا امتحان لینا تھا لے لیا۔ جاؤ اب قیامت تک خدا تعالےٰ کی مرضی تمہارے ساتھ ہوگی فتح مبین تمہارے لئے ہے۔ تم ہمیشہ کے لئے اسلام کی خدمت کرنے والے مخدوم بنائے جاؤ گے۔ اللہ تعالےٰ کے نشانوں کو دنیا میں پھر سے قائم کرنے والے ٹھہرو گے"۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کا آغاز ۱۹۳۴ء میں نہایت ہی نامساعد حالات میں محض خدا تعالیٰ کی راہنمائی کے ماتحت فرمایا تھا۔ جو خدا کے فضل سے استنے عظیم الشان نتائج کا حامل ہو رہا ہے۔ کہ صاحب بصیرت احباب کو صاف صاف نظر آرہا ہے۔ پس مبارک ہیں وہ جو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے منشاء مبارک کے مطابق اس نہایت ہی اہم بابرکت اور پرعظمت تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے تن۔ من۔ دھن سے عملی قربانی کا اعلےٰ نمونہ پیش کر رہے ہیں۔ اور جن کے ذمہ آج تک تحریک جدید کا کوئی بقایا نہیں بلکہ وہ ہر سال آگے بڑھ بڑھ کر ہی حصہ لیتے چلے آرہے ہیں۔ یقیناً ایسے ہی لوگ عند اللہ مقبول ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں بھی انہیں فعال دوستوں میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار وکیل المال تحریک جدید قادیان

دورہ انسپکٹر بیت المال

جملہ جماعتہائے یوپی کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم منشی عبدالرحیم صاحب فانی انسپکٹر بیت المال مورخہ ۱۵ مارچ کو دورہ پر روانہ ہوئے ہیں ان کے دورہ کے پروگرام سے متعلقہ جماعتوں کو علیحدہ اطلاع بھجوائی جا رہی ہے۔ تمام جماعتوں کو چاہیئے کہ اُن کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں خصوصاً عہدہ داران مال کا فرض ہے کہ ان کی موجودگی سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھائیں۔ تاکہ موجودہ مالی سال کے ختم ہونے تک بجٹ کی سو فی صدی وصولی ہو سکے۔

ناظر بیت المال قادیان

لٹریچر

نئے انداز پر ایک ٹریکٹ آٹھ صفحات کا ہندی میں چھپوایا گیا ہے ـــــ یعنی

کرشن ثانی اور وید۔

" ہندو بھائیوں میں تبلیغ کے لئے بہترین ٹریکٹ ہے۔ کاغذ نیو پرنٹ۔ علی ہر دو قسم الگ الگ قیمت عہ۸ روپیہ آٹھ آنہ سیکڑہ۔ (اصل خرچ)

تبلیغی ثواب میں آپ اپنا حصہ ضرور حاصل کریں۔

خاکسار خورشید احمد۔ احمدی اسٹورز بہادر گنج شاہجہانپور

وصیتیں

وصایا اخبار میں اس لئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی کی وصیت میں کسی قسم کی کوئی غلطی ہو گئی ہو تو اس کی تصحیح کی جا سکے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

نمبر ۱۴۲۶۴ میں زینب بی بی بیوہ محمد اسمٰعیل قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۵۵ سال تقریباً پیدائشی احمدی ساکن چک ۶۹ گ ب گھسیٹ پورہ ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۵-۲-۱۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ ۶ کنال اراضی جو کہ میرے نام اراضی جو کہ میرے نام عارضی مستقل الاٹمنٹ ہو چکی ہے۔ موجودہ وقت میں الاٹ شدہ اراضی سے تقریباً چالیس روپے سالانہ آمد ہوتی ہے اس کا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ وصیت کرتی ہوں۔ علاوہ ازیں میری کوئی جائداد نہیں ہے میرے مرنے پر اگر کوئی اس کے علاوہ جائداد ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی حقوق ملکیت حاصل ہونے کے بعد بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان مذکورہ چھ کنال اراضی کا حصہ ادا کر دوں گی۔ الامۃ نشان انگوٹھا زینب بی بی۔ گواہ شد رحمت اللہ موصی ۶۱۹۲ ساکن چک ۶۹ گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور۔ گواہ شد محمد حنیف پسر حاجی محمد عبد اللہ مرحوم ساکن چک ۶۹ گ ب تحصیل جڑانوالہ۔

نمبر ۱۴۲۵۹ میں محمد حسین ولد چوہدری عبد الرزاق صاحب قوم کمبوہ پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن محمد آباد ڈاکخانہ محمد آباد ضلع تھرپارکر سندھ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۵-۱۲-۱۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں اس وقت ماہوار آمد پر گذارہ ہے۔ اس وقت ماہوار آمد ۶۶/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کر دوں یا حصہ میں ملے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر یہ وصیت حاوی ہو گی میرے مرنے کے وقت جو میری جائداد ثابت ہو گی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہو گی۔ العبد محمد حسین (واقف زندگی) اکاؤنٹنٹ دفتر اسسٹنٹ ایجنٹ محمد آباد سٹیٹ ضلع تھرپارکر سندھ۔ گواہ شد اللہ رکھا محمد آباد سٹیٹ ڈاکخانہ خاص ضلع تھرپارکر سندھ۔ گواہ شد برکت اللہ بقلم خود محمد آباد سٹیٹ ڈاکخانہ ضلع تھرپارکر سندھ۔

نمبر ۱۴۲۵۸ میں ڈاکٹر پیر بخش ولد میاں الٰہی بخش صاحب قوم سہل جٹ پیشہ ڈاکٹر عمر ۷۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۴ء ساکن دائرہ دین پناہ ڈاکخانہ خاص ضلع مظفر گڑھ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۵-۱۲-۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میرا گذارہ ماہوار پنشن پر ہے۔ پنشن ۴۰/- روپے ماہوار ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر میری وفات کے وقت کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہو گی۔ العبد ڈاکٹر پیر بخش۔ گواہ شد عبد اللطیف ٹھیکیدار ربوہ ضلع جھنگ۔ گواہ شد غلام رسول ٹھیکیدار ربوہ ضلع جھنگ

نمبر ۱۴۲۵۷ میں نور محمد ولد غلام محمد قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن کلیا پور چک ۲۴۳ گ ب (حال ربوہ) ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور صوبہ مغربی پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۵-۱-۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ میں اس وقت صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہوں صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے مجھے اس وقت ۵۲/- روپے تنخواہ اور ۱۰/- روپے مہنگائی الاؤنس کل مبلغ ۶۲/- روپے ملتے ہیں میں اپنی اس آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں نیز میری وفات پر جو جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ کے محکمہ مقبرہ بہشتی کو دیتا رہوں گا۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم حصہ جائداد میں سے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو وہ رقم میرے حصہ جائداد میں منہا کی جاوے گی۔ اس وقت میرے ذمہ مبلغ ۵۰۰/- روپیہ مہر کا واجب الادا ہے اس کو بھی جائداد سے خارج کر کے باقی جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس پر ۱/۱۰ حصہ کے حساب سے وصیت حاوی ہو گی۔ العبد نور محمد انسپکٹر دفتر جائداد صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان۔ گواہ شد عطاء اللہ زیرتی کارکن صدر انجمن احمدیہ گواہ شد محمد بلند اختر کارکن دفتر پراویڈنٹ فنڈ۔

نمبر ۱۴۲۵۶ میں غلام قادر بی۔اے ولد ڈاکٹر غلام مصطفےٰ قوم جٹ (دھیٹ) پیشہ طالب علم عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ (حال جودھامل بلڈنگ لاہور) ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۵-۱۲-۱۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میرے والد صاحب بفضل خدا زندہ ہیں میری منقولہ و غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں ہے فی الحال مجھے والد صاحب کی طرف سے دس روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی اس آمد کے ۱/۱۰ حصہ کو داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا کمی بیشی آمد کی اطلاع دفتر وصیت کو کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے کے بعد جو میرا ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد غلام قادر متعلم جماعت فسٹ ایر بی فارمیسی۔ گواہ شد محمد ابراہیم انسپکٹر دفتر وصیت۔ گواہ شد سید احمد شاہ بقلم خود کوٹلی گل محمد ضلع سیالکوٹ۔

نمبر ۱۴۲۵۵ میں محمد علی ولد پیرن قوم ارائیں عمر تقریباً ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۵ء ساکن چاہ جھنوالا ڈاکخانہ لودھراں ضلع ملتان صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۵-۱۲-۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ غیر منقولہ اراضی نہری و چاہی رقبہ ۳۰ کنال واقعہ چاہ جھنوالا موضع لعل ہم تحصیل لودھراں ضلع ملتان جس کی قیمت فی کنال ۷۵/- روپے کل رقم ۲۲۵۰/- روپیہ ہے میں اس کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ العبد نشان انگوٹھا محمد علی ولد پیرن گواہ شد غلام رسول ولد محمد علی قوم ارائیں لودھراں۔ گواہ شد محمد موسےٰ ولد محمد ابراہیم قوم ارائیں سکنہ لودھراں۔

نمبر ۱۴۲۶۳ میں عبد الغفور خان ولد چوہدری بڈھے خان قوم راجپوت پیشہ تجارت عمر ۴۵ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۹۸ شمالی ڈاکخانہ چک نمبر ۹۸ شمالی ضلع سرگودھا صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۵-۱۲-۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری منقولہ و غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں میرے والد صاحب بفضل خدا زندہ ہیں بصورت دکانداری مجھے خدا کے فضل سے ۵۰/- روپے ماہوار آمد ہوتی ہے۔ تازیست اپنی اس آمد کے ۱/۱۰ حصہ کو داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ میری جو جائداد میرے ترکہ کی ثابت ہو سکے اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ العبد عبد الغفور خاں بقلم خود۔ گواہ شد محمد حسن بقلم خود سکنہ چک ۹۸ شمالی سرگودھا۔ گواہ شد محمد ابراہیم انسپکٹر وصایا ربوہ ضلع جھنگ۔

نمبر ۱۴۲۶۲ میں عبد الغنی ولد حکیم چراغ دین قوم بھٹے پیشہ کاشتکاری عمر تقریباً ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن حال چک ۴۶ جی۔ ڈی ڈاکخانہ چک ۸۹ ۶-R تحصیل و ضلع منٹگمری صوبہ پنجاب پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۵-۱-۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت غیر منقولہ کوئی جائداد نہیں ٹھیکہ پر اراضی لے کر کاشتکاری کرتا ہوں اور اس آمد سے گذارہ کرتا ہوں۔ اب تین سال سے مسلسل خسارہ رہا ہے۔ اس لئے میں آمد کی رقم تعین نہیں کر سکتا۔ البتہ میرے گھر کا ماہوار خرچ ۶۰/- روپے ہے جس کو میں اپنی آمد تصور کرتے ہوئے اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں جس کی ادائیگی میں ششماہی مقامی جماعت کی معرفت کرتا رہوں گا اور ہر سال اپنی آمد میں کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز مصالح قبرستان ربوہ کو دیتا رہوں گا اس کے بعد اگر میں کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد پیدا کر دوں یا میرے مرنے کے بعد میری کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد ثابت ہو تو اس جائداد پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہو گی۔ العبد عبد الغنی بقلم خود۔ گواہ شد علی احمد بقلم خود چک ۴۶ جی ڈی ضلع منٹگمری۔ گواہ شد بدر الدین عامل فرزند موصی۔

نمبر ۱۴۲۶۱ میں محمود احمد سعید ولد محمد عثمان صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ (دفتر وکالت تبشیر) ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۵-۱۲-۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت جائداد منقولہ کوئی نہیں میری آمد اس وقت بذریعہ ملازمت مبلغ ۴۵/- روپے گذارہ بطور واقف زندگی ملتا ہے میں تازیست اس آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ انشاء اللہ۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ العبد محمود احمد سعید واقف زندگی دفتر وکالت تبشیر ربوہ ضلع جھنگ۔ گواہ شد ملک محمد احمد کارکن وکالت تبشیر ربوہ ضلع جھنگ۔ گواہ شد ولایت شاہ انسپکٹر وصایا ربوہ ضلع جھنگ۔

نمبر ۱۴۲۶۰ میں صوفی محمد دین ولد جیون قوم بٹ پیشہ تجارت عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن بدوملہی ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۵-۱۲-۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے نقد روپیہ ۲۰۰/- تجارت میں ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز ربوہ کو دیتا رہوں گا اور اس جائداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت مبلغ ۴۵/- روپے ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا رہوں گا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہو گی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کے قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان وصیت کی مد میں کر دوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ العبد محمد الدین موصی۔ گواہ شد اللہ رکھا ولد محمد عبد اللہ انصاری سکنہ دہرگ میانہ ڈاکخانہ خاص تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد صوفی علی محمد صحابی انسپکٹر وصایا آنریری سکنہ ککھانوالی ضلع سیالکوٹ۔

نمبر ۱۴۲۶۵ حلیمہ بی بی زوجہ چوہدری قادر بخش قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۹۸ رتن ڈاکخانہ چک ۸۴ ب-گ سرشمیر روڈ ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۵-۱-۱۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں اس وقت میری حسب ذیل جائداد ہے جس کی میں وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتی ہوں۔ حق مہر مبلغ ۳۲/- روپے اور نقد یکصد روپیہ کل ۱۳۲/- روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں اگر میرے مرنے کے بعد کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان وصول کرنے کی حق دار ہو گی۔ الامۃ نشان انگوٹھا حلیمہ بی بی۔ گواہ شد محمد ابراہیم انسپکٹر دفتر وصیت ربوہ۔ گواہ شد اقبال احمد دفتر حفاظت مرکز ربوہ۔

تحریک جدید کے وعدوں کی آخری تاریخ ۳۰ اپریل

حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحریک جدید کے بائیسویں سال کے وعدوں کا اعلان ہوئے چار ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے۔ لیکن ابھی تک متعدد جماعتوں اور احباب کی طرف سے وعدوں کا انتظار ہے۔ ہندوستان کے لئے وعدوں کی آخری تاریخ ۳۰ اپریل ہے۔ لیکن مخلصین جماعت کو اپنا وعدہ بھجوانے کے لئے آخری تاریخ کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ وعدوں اور ان کی ادائیگیوں میں سابقون الاولون میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ دفتر ہذا کی طرف سے تحریک جدید کے وعدوں اور وصولی کی اسم وار رپورٹ اپریل کے پہلے ہفتہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرض دعا پیش کی جائے گی۔ اس لئے جو دوست ابھی تک وعدہ نہیں بھجوا سکے ان کو چاہیئے کہ فوری طور پر اپنا وعدہ مرکز میں بھجوا دیں اور جو دوست اپنے وعدہ کی ادائیگی کر کے سابقون الاولون میں شامل ہوں تاکہ ان کے نام حضرت اقدس کے حضور پیش کئے جانے والی فہرست دعا اور اخبار بدر میں بغرض اشاعت شامل کئے جاسکیں۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

بقایا دار موصی احباب فوری متوجہ ہوں

جماعتوں کے بقایا دار افراد کی فہرست دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ایک خاصی تعداد ایسے احباب کی ہے۔ جو باوجود موصی ہونے کے بقایا دار چلے آرہے ہیں اور باوجود توجہ دلائے جانے کے انہوں نے اپنے ذمہ کے واجبات کو ادا نہیں کیا۔ ان قواعد وصیت کے مطابق ہر وہ شخص جو عرصہ چھ ماہ یا اس سے زائد کا بقایا دار ہو اس کی وصیت منسوخ ہوسکتی ہے

نظارت ہذا اور دفتر بہشتی مقبرہ کی طرف سے عمومی یاددہانیوں کے علاوہ تمام موصی بقایا داران کو آخری نوٹس بھجوائے جارہے ہیں کہ اگر انہوں نے فوری طور پر بقایا کی ادائیگی کی طرف توجہ نہ کی تو ان کی وصیتوں منسوخی کو فیصلہ کرنا پڑے گا۔

پس ایسے تمام بقایا داروں کو بذریعہ اعلان ہذا توجہ دلاتے ہوئے جلد از جلد ادائیگی بقایا جات کے لئے تاکید کی جاتی ہے۔ موجودہ مالی سال عنقریب ختم ہو رہا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت اپنی مالی ذمہ واریوں کا کما حقہ احساس کرتے ہوئے اپنے بقایا جات کی فوری ادائیگی کی طرف متوجہ ہوں۔

ناظر بیت المال قادیان

اعلان نکاح

میری نواسی دختر مولوی عبدالرحیم صاحب سیکرٹری رانچو (مرحوم) کا عقد، رخصتانہ ۷ ر فروری بوقت ۴ بجے ساعت شام میاں محمد عبدالرشید بی کام فرزند مولوی محمد ابراہیم صاحب امیر جماعت دیودرگ سے ۵۰۰۰ ہزار روپیہ مہر پر طے پایا ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے دینی و دنیاوی باعث برکت بنائے۔ محمد عثمان احمدی ذلیف یاب صدر مدرس حیدرآباد دکن۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں نکاح کی تقریب سعید

کل مورخہ ۸ر مارچ ۱۹۵۶ء بروز جمعرات سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے صاحبزادے مرزا اظہر احمد صاحب کا نکاح ہمراہ ہمشیرہ خانم سعید صاحبہ بنت خان سعید احمد خاں صاحب مرحوم کے ساتھ ایک ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ ہمشیرہ خانم سعید صاحبہ کرنل اوصاف علی خان صاحب مرحوم کی پوتی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک پرانے صحابی حضرت محمد خان صاحب رضی اللہ عنہ آف کپورتھلہ کے صاحبزادے خان عبدالمجید خان صاحب آف کپورتھلہ کی نواسی ہیں۔ ادارہ بدر اس تقریب سعید کے موقعہ پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر افراد۔ خاندان کرنل اوصاف علی خان صاحب اور خان عبدالمجید خان صاحب آف کپورتھلہ کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر طرح مبارک اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ مارچ ۱۹۵۶ء میں ختم ہے۔

- نمبر ۱۰۵۵ مکرمی سید بدر الدین صاحب کلکتہ ۲۸ مارچ ۵۶ء
- نمبر ۱۰۶۷ ،، محمود علی صاحب بھدرک ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۰۶۹ مکرمہ والدہ صاحبہ سردار امیر محمد خان صاحب کوٹ قیصرانی ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۱۹۸ مکرمہ نجم النساء صاحبہ کٹک ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۲۶۵ مکرم کے او سید علی صاحب کولمبو ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۲۶۶ انچارج صاحب احمدیہ مشن کولمبو ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۲۶۷ مکرم حکیم فضل الٰہی صاحب ،، ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۲۶۸ ،، جے بشیر احمد صاحب نگمبو ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۲۶۹ ،، اے ایم ایس محمد احمد صاحب کولمبو ۱۲ ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۲۷۰ ،، اے این اے رحمت اللہ صاحب کولمبو ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۲۸۹ ،، سید محمد عقیل صاحب حیدرآباد دکن ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۲۹۰ ،، سید حسن شاہ صاحب ستارہ ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۲۹۱ مکرمہ جمیلہ خانم صاحبہ کھیا کھیور ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۲۹۳ مکرم مظہر احمد صاحب پال کراچی ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۲۹۴ ،، صاحبداد خان صاحب انسپکٹر پولیس کاٹھیاواڑ ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۲۹۵ ،، سید برہان الدین احمد شاہ صاحب قادری گورکھیا نگر ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۳۰۰ مکرم سید محمد سرور شاہ صاحب ازنیہ ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۲۹۸ ،، محمد بشیر الدین صاحب لمبا گھیور ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۲۹۹ ،، محمد عبدالرحمٰن صاحب احمدی ارکیرہ دکن ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۲۲۳ مکرمی سید مبشر الدین صاحب کوراسے ۲۸ مارچ ۵۶ء
- نمبر ۱۲۰۰ ،، محمد ابراہیم صاحب حمید اللہ حکیم صاحب مگوڑلہ ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۳۸۷ ،، عبدالغنی صاحب سیکرٹری مال مانڈوجن ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۲۲۹ ،، محمد عبداللہ صاحب بٹ رفیق نگر ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۴۰۲ ،، سید محمد ذکریا صاحب بھدرک ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۱۰۳ ،، سید احمد رضی اللہ صاحب کلیان سنگھ پور ۲۸ ،، ،،
- نمبر ۱۲۵۴ ،، شیخ محمد مشتاق صاحب خولا پور ۲۸ ،، ،،
- ،، ،، صاحبزادہ مرزا احمد خاں صاحب ربوہ
- ،، ،، محمد احمد صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر ،،
- ،، ،، سید مبارک احمد صاحب سرور ربوہ
- ،، ،، محمد یار صاحب بلوچ گوجرہ
- ،، ،، رحمٰن ملک صاحب لاہور
- ،، ،، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب اوکاڑہ
- ،، ،، مستری بشیر احمد صاحب بگھرہ
- ،، ،، ارشاد احمد صاحب امروہہ
- ،، ،، اے محمو ماسٹر صاحب کمبلا۔ مالابار

(مینیجر بدر)

نئی چٹیں

خریداران بدر کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ عنقریب نئی چٹیں چھپنے والی ہیں لہٰذا جن احباب نے اپنے پتہ جات میں تبدیلی اور درستی کروانی ہو وہ جلد از جلد دفتر ہذا کو اطلاع دیں تاکہ نئی چٹیں چھپتے وقت ان پتہ جات کی تصحیح کی جاسکے۔ (مینیجر)